

صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیئرمین پشاور میں بروز جمعرات مورخہ 18 مارچ 2004 بمطابق 26 محرم
1425 ہجری صبح دس بجکر پانچ منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب سپیکر، بخت جہان خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
أَفْحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۝ فَتَعَلَّىٰ اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ
الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۝ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ
الْكَافِرُونَ ۝ وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝

(ترجمہ) کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں فضول ہی پیدا کیا۔ اور تمہیں ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے

۔ پس بلا اور تر ہے اللہ بادشاہ حقیقی، کوئی خدا اس کے سوا نہیں ملک ہے عرش بزرگ کا اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی

اور معبود کو پکارے جس کے لیے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے۔ ایسے

نافرمان (کافر) کبھی فلاح نہیں پاسکتے۔ اے محمد ﷺ! کہو میرے رب درگزر فرما اور رحم کر اور تو سب رحیموں

سے اچھا رحیم ہے۔

شا باسے را کوی او په شا باندے مونږه تپوی چه شا باس، مونږه په دے باندے شا باسے در کوؤ۔ صرف په دے یو شا باسی باندے، یعنی زمونږ F-16 تر اوسه پورے لا مونږ ته نه دی ملاؤ۔ د هغه پیسے مونږ ته نه دی ملاؤ، د هغه پیسے مونږ له نه را کوی، هلته کښ چه هغوی د خان سره ایښودی دی۔ د هغه رانه الیه هغه کرایه هم غواړی چه دا دلته کښ دی، در کوم ئے نه، پیسے نه در کوم، داسے سوداگر چرته په دنیا کښ شته دے چه په بازار کښ سرے د سوداگر نه گوره آخلی (تالیاں) چه د سوداگر نه سرے گوره آخلی او پیسے ور له سل روپئ وړکړی او ورته او وائی چه ماله گوره را کړه او هغه پیسے هم کیږدی او وائی گوره نه در کوم؟ دا سوداگر چرته دنیا کښ ما هم نه وو لیدلے خو زمونږ سره هغه ظلم کیږی۔ اوس چه کوم قتلونه پکښ روان دی ورځ په ورځ، او دا بالکل د 1970 هغه حالات پیدا دی۔ سپیکر صاحب! تاسو په دے باندے سوچ او کړئ ځکه چه نن زمونږ فوجیان هم قتل شروع شو، فوجیان زمونږه مړه کیږی، هغه فوجیان چه دا ملک دا دفای د پاره ئے مونږه ساتو او په هغه باندے مونږه په اربونو روپئ خرچ کوؤ۔ نن هغه زمونږ د خپلو ورونو سره په کور کښ لگیا دی یو بل سره جنگیږی او مړه کیږی نو دا اوس رو رو خانه جنگی طرف ته او دا به رو رو، په دے باندے هغه دغه چه کیږی، گوریلا وار، هغه طرف ته، چه کوم ځائے زمونږ فوجی خلق مومی، هغه به در له مړ کوی۔ کوم ځائے چه فوجی افسر مومی، هغه به در له مړ کوی۔ دا څومره د افسوس خبره ده لهدا دے طرف ته خصوصی توجه پکار ده۔ زمونږ صوبائی حکومت د مرکز سره خبره او کړی چه دے کښ مونږ پخپله، صوبائی حکومت ته د، مونږ ته د اختیار را کړی، مونږه به پکښ خبرے او کړو، جرگے به او کړو که واقعی داسے څوک عناصر وی نو مونږه پخپله پته کولے شو کنه لیکن چه دغسے د بهر نه امریکه راځی او د هغوی په سپورٹ کښ مونږه دغه کوؤ او گوره زمونږه په یو کلی باندے قبضه افغانستان کړے ده، دا تر اوسه پورے په پنځوس کاله کښ دا شے نه وو۔ نن هغوی راغلل، زمونږه په کلی باندے ئے هم قبضه او کړه، زمونږه روڼه دی، مونږ شل پنځویش کاله او ساتل دلته، مونږه ورسره تعاون کوؤ، دا افغانیان زمونږه روڼه دی، دلته کښ مهاجرو په حیثیت دی، اوس هغوی مهاجر نه دی بلکه مونږه روڼه یو نو

ہغوی چہ دلته کبن راخی او زمونبرہ پہ کلی باندے قبضہ کوی، د دے مطلب دا دے چہ
 خہ بل خہ اشارہ دہ، زمونبرہ صوبے تہ خطرہ دہ، زمونبرہ دے ملک تہ خطرہ دہ لہذا دا
 خبرہ سپکہ نہ دی اغستل پکار او د دے احتجاج پکار دے۔ زمونبرہ خپل فوج د د ملک
 د دفاع د پارہ خپلو باہرو تہ اوخی او دا مسلمانان او دا پبنتانہ د نور نہ قتلوی او
 کومہ امریکہ چہ مداخلت کوی نو د امریکے مونبرہ غندنہ کوؤ۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

جناب امان اللہ حقانی: جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جناب امان اللہ حقانی صاحب۔

جناب امان اللہ حقانی: جناب سپیکر صاحب، شکریہ چہ تاسو مالہ موقع را کرہ۔ خنگہ چہ پیر
 محمد صاحب خبرہ او کرہ، زہ د دے معزز ایوان پہ وساطت سرہ مرکزی حکومت تہ دا
 وئیل غوارم چہ زمونبرہ د مجلس عمل چہ کوم مشران لگیا دی، مرکزی حکومت تہ د
 وړاندے نہ دا مشورے ورکوی چہ تاسو دا مسئلہ پہ افہام و تفہیم سرہ حل کړی او د
 خلقو سرہ کینی او مذاکرات ورسره او کړی لیکن مرکزی حکومت بالکل، چونکہ
 زمونبرہ د مشرانو پہ مشورے باندے ئے عمل او نہ کړو پہ دے وجہ باندے اوس حالات
 هلته ورغ پہ ورغ خرابیری او حالات بالکل د حکومت د کنٹرول نہ اوخی نوزہ بہ دا یو
 درخواست او کړم چہ زمونبرہ مشران خنگہ د افہام و تفہیم خبرہ کوی، د مجلس عمل چہ
 کوم قائدین دی نو مرکزی حکومت د ہغوی سرہ کینی، انشاء اللہ د ہغے حل بہ ہغوی
 ډیر پہ آسانہ طریقے سرہ ورکړی۔

جناب سپیکر: پہ اے ډی پی باندے تقریر کوے؟

شہزادہ محمد گستاپ خان (قائد حزب اختلاف): نہیں سر، میں اس بارے میں، جو انا کے متعلق۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ہاں، ہاں۔

شہزادہ محمد گستاپ خان: سر! یہ سارے واقعات افسوس ناک ہیں۔ ہم سب کو تشویش ہے۔ ہم سارے الحمد للہ
 مسلمان ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کے درمیان کوئی Rift ہو، جھگڑا ہو، فتنہ ہو، تو کوئی بھی اس کے حق میں

نہیں ہے لیکن کل سے یہاں اس سلسلے میں باتیں ہو رہی ہیں، بڑی نیک خواہشات ہیں ساروں کی، اور بڑے اچھے جذبات ہیں۔ تمام نیشنل پولیٹیکل پارٹیز کی نمائندگی قومی اسمبلی میں موجود ہے اور قومی اسمبلی ایک ایسا فورم ہے جہاں پر تمام قائدین کھلے طریقے سے اظہار خیال بھی کر سکتے ہیں اور فیصلہ کن باتیں بھی کر سکتے ہیں تو ہم اس بات پر یہ چاہتے ہیں کہ وہ وہاں پر ان مسائل کو اٹھائیں، وہاں پر بات چیت ہو اور ہم اپنی تشویش سے بھی آگاہ کر چکے ہیں، صوبائی اسمبلی بھی اور ہم چاہتے ہیں کہ جو قائدین کا حق ہے وہ اپنا حق وہاں پر ادا کریں۔

جناب سپیکر: سراج الحق صاحب، سراج الحق صاحب۔

جناب سراج الحق (سینئر خزانہ): میں لیڈر آف دی اپوزیشن، جناب شہزادہ محمد گستاپ خان کے اس موقف کی تائید کرتا ہوں کہ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور قومی اسمبلی میں ضرور اس پر Discussion ہونا چاہیے اور پیر محمد صاحب کا یہ موقف بالکل بجا ہے کہ یہ چونکہ بالکل ہمارے پڑوس کی بات ہے اور آگ جہاں لگتی ہے تو صوبہ سرحد کا جو ماحول ہے، اس پر یہ ضرور اثر انداز ہوتی ہے اور یہاں جس طرح انہوں نے فرمایا کہ ایک گوریلا جنگ شروع ہونے کا خطرہ ہے اس لیے کہ قبائلی عوام کا ایک اپنا مزاج ہے۔ جو بھی وہاں مداخلت کرتا ہے، جو بھی ان کے رسم و رواج کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے اور جو بھی باہر کے لوگ آکر ان پر اپنی بات مسلط کرتے ہیں تو ان کی اس بات سے میں اتفاق رکھتا ہوں کہ قبائلی عوام کو اپنے حال پر رہنے دیا جائے، ان کو اپنی تہذیب، کلچر اور پختون روایات کے مطابق معاملات چلانے کی اجازت دی جائے اور یہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ متحدہ مجلس عمل کے مرکزی قائد مولانا فضل الرحمن صاحب کے وہاں جانے پر پابندی لگائی گئی ہے۔ حال یہ ہے کہ وہ بالکل پڑوس میں ہیں، وہ ایک انتہائی ذمہ دار قائد ہیں اور اپنے عوام اور اپنی قوم کا حال پر سی کرنا ان کا فرض ہے لیکن ان کے جانے پر پابندی ہے۔ حافظ حسین احمد صاحب کے جانے پر انہوں نے پابندی لگائی ہے۔ اس طرح لیاقت بلوچ صاحب وہاں جانا چاہتے تھے ان کو نہیں چھوڑا گیا۔ صاحبزادہ ہارون الرشید صاحب جو کہ قبائلی عوام کے ایک ترجمان ہیں، وہ وہاں جانا چاہتے تھے ان کو وہاں سے ایجنسی بدر کیا گیا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر یہ پاکستان کا حصہ ہیں یا پاکستان کے زیر انتظام علاقے ہیں تو جو پاکستانی قیادت ہے، ان کے آنے جانے پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہونی چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ پوری قوم بھی جانتی ہے کہ اگر کوئی بھی ایکشن، کوئی بھی پالیسی اپنے مفادات کیلئے ہوتی ہے تو قوم اس کو پسند کرتی ہے۔ مثال کے طور پر

جناب سپیکر صاحب، بہت سارے ایسے لوگ ہیں جو یہاں وارداتیں کر چکے ہیں، وہ اس وقت ایجنسیوں میں موجود ہیں۔ یہاں سے گاڑی وغیرہ اور اس طرح کے دوسرے کام، لیکن کسی کو بھی بڑے گرینڈ آپریشن کے ذریعے یا بڑی کارروائی کے ذریعے پکڑا نہیں کیا گیا یعنی اس کو نہ پکڑا جاتا ہے، نہ اس کے خلاف آپریشن کیا جاتا ہے لیکن اس طرح کی ایک نامعلوم اور نا دیدہ کارروائیوں کے ذریعے پورے علاقے کے عوام کو خوف و ہراس میں مبتلا کیا گیا ہے جی، ہمیں تشویش ہے اس لیے کہ ہمارے صوبہ سرحد کی جو معیشت ہے یا جناب سپیکر صاحب، ہمارا جو ٹورازم ہے یا باہر کے جو سیاح یہاں آتے ہیں یا اس طرح کی خطرناک اور جنگ سے بھرپور خبریں جب باہر کی دنیا کو پہنچ جاتی ہیں تو یہاں پر ٹورسٹ نہیں آتے ہیں۔ بالکل اگر آپ لندن جاتے ہیں یا اگر آپ امارات جاتے ہیں تو اس طرح کی خبریں پڑھ کر آدمی سوچتا ہے کہ وہاں ایک بالکل جنگ کا سماں ہے، تو میں بالکل لیڈر آف دی اپوزیشن کی اس مؤقف کے ساتھ ہوں کہ اس پر قومی اسمبلی میں بحث ہونی چاہیے اور جس طرح ہمارے پڑوس میں بالکل ایک جنگ کا خطرہ پیدا ہو رہا ہے، ہم صوبہ سرحد کی اسمبلی کی طرف سے یہ مطالبہ کرتے ہیں، ہمارا مؤقف یہ ہے کہ اس جنگ کو ختم کرنا چاہیے۔ اس آپریشن کو بند کرنا چاہیے اور وہاں کی منتخب قیادت کو اعتماد میں لیکر آئندہ کیلئے پلان اور ایکشن پلان بنانا چاہیے۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: جن معزز اراکین کی طرف سے رخصت کی درخواستیں موصول ہوئی ہیں، بغرض منظوری میں ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اسمائے گرامی ہیں: جناب مولانا فضل علی صاحب، وزیر تعلیم آج کیلئے، جناب انور کمال خان مروت صاحب، ایم پی اے آج کیلئے، جناب طاہر بن یامین صاحب، ایم پی اے آج کیلئے، جناب میاں نثار گل صاحب ایم پی اے آج کیلئے اور جناب قاری محمود صاحب، وزیر زراعت، آج کیلئے۔

Is it the desire of the House that the leave may be granted?
(The motion was carried)

Mr. Speaker: Leave is granted.

جناب مشتاق احمد غنی: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: مشتاق غنی صاحب! میں ایک استدعا کروں گا کہ آج اے۔ ڈی۔ پی پر۔۔۔۔۔

جناب مشتاق احمد غنی: ایک منٹ، سر۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کے ایجنڈے کے مطابق، دیکھیں پہلے میری گزارشات سنیں۔ کیونکہ کل یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ہم آج صرف اے۔ ڈی۔ پی پر بحث کریں گے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ اہم موضوع اپوزیشن کے منفقہ ایجنڈے میں شامل تھا۔ اگر اس طریقے سے، ہر ایک ممبر کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ جو بھی چیز اسمبلی میں لائے اور اٹھائے وہ عوامی مفاد سے متعلق ہوتی ہے لیکن میرے خیال میں اے۔ ڈی۔ پی پر جو Discussion ہونی ہے، ٹھیک ہے، آپ لوگوں سے میں مشورہ لوں گا، اگر آپ شام کو سیشن رکھنا چاہتے ہیں تو ہم رکھیں گے لیکن میرے خیال میں اس میں اگر تھوڑا آپ لوگ وقت کا خیال رکھیں تو ہم اس کو Conclude کر سکتے ہیں نماز کے وقفے تک اور میں یہ بتاتا چلوں کہ نماز باجماعت اسمبلی کے سبزہ زار میں سو ایک بجے کی بجائے ڈیڑھ بجے ہوگی۔ وہاں پر اگر ٹائم دیا گیا تو اب سو ایک بجے کی بجائے ڈیڑھ بجے نماز باجماعت ہوگی۔ اب میں شہزادہ محمد گستاپ خان سے استدعا کروں گا کہ وہ

جناب پیر محمد خان: سپیکر صاحب! زہ یو ریگولر کوم۔ تاسو خبرہ او کرہ، لبرہ نظر ثانی پرے او کرئی خکہ چہ دا د بجت پاس کولو اجلاس نہ دے چہ خامخا پہ مارننگ، ایوننگ کبن د اوشی کنہ پہ دے باندے خو بحث دے او د زور کال اے ڈی پی دے، پہ ہغے باندے یوہ سلسلہ، نو خیر دے اوس چہ پرے خہ بحث اوشی، باقی چہ پاتے شی، بلہ ورخ پہ 24 تاریخ یا کلہ چہ اجلاس راغواہی، ہغے تہ د اوشی۔ ماخو پروں دا عرض کرے وو چہ یو طرف تہ زمونبرہ پینتانه قتل کیبری او بل طرف تہ مونبرہ د کرکت د پارہ چھتی کوؤ، زہ خو وایم چہ دا کرکت دلته بند کرئی او یو قرارداد پاس کرئی چہ مونبرہ د وانا آپریشن خلاف۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شہزادہ محمد گستاپ خان صاحب۔

شہزادہ محمد گستاپ خان: Sir, thank you very much۔ سر! یہ اپوزیشن نے۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز، مولانا مجاہد صاحب، پلیز، آڈر پلیز۔ میں سوچ رہا ہوں کہ آپ دونوں کو میں ایک دوسرے سے جدا کر دوں۔

جناب پیر محمد خان: جناب سپیکر صاحب! یہ تو میرے بڑے بھائی ہیں اور ان کی عمر میرے باپ کی عمر کے برابر ہے اور میں ان کو بہت احترام کی نظر سے دیکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، Under consideration ہے۔ جی، شہزادہ گتاسپ خان صاحب۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسین: ماور تہ صرف دو مرہ اووئیل چہ دا حب علی دے، بغض معاویہ دے، داتہ چہ زمونر د پارہ خہ کوے۔

جناب پیر محمد خان: نہ نہ سپیکر صاحب، زہ مسلمان یم، زہ پبنتون یم، زہ د مسلمانانو پہ تکلیف باندے ہر خائے چہ وی، خفہ کیرم۔ دا زما پبنتانہ رونرہ دی، خدائے د نہ را ولی خو زما خیال دے کہ زما د سر ضرورت راشی، زہ بہ ورلہ قربانوم۔

سالانہ ترقیاتی پروگرام پر عام بحث

جناب سپیکر: شہزادہ گتاسپ خان صاحب۔

شہزادہ محمد گتاسپ خان: سر! پہلے کی طرح اس دفعہ بھی اپوزیشن نے جو ایجنڈا دیا ہے، وہ انتہائی Constructive اور انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس ایجنڈے میں مختلف اہم نکات پہ بحث ہو چکی ہے اور آج یا کل سے جو بحث اے۔ ڈی۔ پی پر شروع ہوئی ہے، اے۔ ڈی۔ پی پر، یہ بھی صوبے کا ایک بڑا انتہائی اہم مسئلہ ہے سر۔ تعمیر سرحد پر جو بحث ہوئی جن میں دونوں اطراف کے لوگوں نے بڑی اچھی تجاویز دیں، معاملات کو آسان بنانے کیلئے بات کی گئی، اس طرح ہماری خواتین اراکین کی بھی بڑی اچھی تجاویز سامنے آئیں۔ ہاؤس نے انتہائی ذمہ داری سے یہ فرق نہیں کیا کہ ایک طرف گورنمنٹ ہے اور ایک طرف اپوزیشن ہے، صوبے کے مفاد میں باتیں کیں، اس ہاؤس کی عزت و ناموس کیلئے باتیں کیں، اس ہاؤس کے ممبران نے اپنا فرض ادا کیا۔ اس طرح سر، آج جو بحث ہے وہ بھی اس صوبے کی ترقی کے متعلق ہے، صوبے کی بہتری سے متعلق ہے اور ہم اس میں بھی اپنا وہ فرض انشاء اللہ ادا کریں گے جو ہمیں کرنا چاہیے۔ سر! میں یہاں یہ کہتا چلوں کہ کوئی بھی گورنمنٹ، کسی بھی جماعت کی ہو، کوئی بھی گورنمنٹ ہو، ہر گورنمنٹ یہ اپنا فرض سمجھتی ہے کہ جس صوبے میں اس کی حکومت قائم ہے، جس ملک میں اس کی حکومت قائم ہے، اس ملک کو ترقی دے کیونکہ ترقی میں سب کی بقا ہے، سب کیلئے فائدہ ہے اور حکومت

کی نیک نامی سے بھی وہ متعلق ہے، تو میں سمجھتا ہوں کوئی بھی گورنمنٹ یہ نہیں چاہتی کہ صوبہ پسماندہ رہے، صوبے کے لوگ پسماندہ رہیں، صوبے کے لوگ ترقی نہ کر سکیں لیکن جناب والا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سارا کچھ یہ ساری اچھائی چاہتے ہوئے بھی کچھ خامیاں، کچھ کمیاں، کچھ معاملات ایسے رہ جاتے ہیں جن میں اچھائی ہونے کی بجائے تھوڑی سی کوتاہی ہو جاتی ہے اور حکومتوں کے معاملے میں تھوڑی سی کوتاہی بھی صوبے کی پسماندگی کا موجب بن جاتی ہے۔ اب ہم دیکھیں گے سر، کہ اے۔ ڈی۔ پی جس پر یہ بحث ہے، جس پر پورا صوبہ بحث کرتا ہے، جو پورے صوبے کی ترقی کے متعلق ایک چیز ہے، وہ ہے کیا؟ Annual Development Programme کا مطلب کیا ہے؟ اب تو اس اسمبلی کو چودہ مہینے ہو چکے ہیں، اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جس طرح تعمیر سرحد پروگرام پر بحث ہوئی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے صوبے کے وہ نوجوان متحرک ممبران اسمبلی پہلے بھی بہت کچھ سمجھتے تھے لیکن انہیں اسمبلی کا تجربہ نہیں تھا کیونکہ پہلی دفعہ اسمبلی میں آئے تھے۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر طرح سے وہ تجربہ حاصل کر چکے ہیں اور وہ کسی بھی معاملے کو نمٹانے کیلئے تیار ہیں اور ہو سکتے ہیں۔ جناب والا! Annual Development Programme ایک Procedure ہے جو پورا سال جاری رہتا ہے، Priorities دیکھی جاتی ہیں، ترجیحات مقرر کی جاتی ہیں، ترجیحات پر محکمے کام کرتے ہیں اور محکمے صوبے کا وسیع تر مفاد اپنی نظر میں رکھ کر فیصلے کرتے ہیں اور اس کیلئے جناب والا، ہمارے صوبے میں ایک بڑی 1985 Exercise میں ہوئی۔ وہ Exercise یہ تھی کہ کس طرح سے ممبران اسمبلی کو، جن کو لوگوں نے یہ حق دیا ہے انتخابات کے ذریعے، یہ حق انہیں ملا ہے کہ وہ صوبے کی ترقی، صوبے کے معاملات سے متعلق حکومت کے معاملات میں ہاتھ بٹھائیں۔ وہ ان لوگوں کی بات ان Forums پر کریں، ان کمیٹیوں میں بات کریں، جو Forums ان کیلئے کام کرتے ہیں، تو جناب والا، ممبران اسمبلی کو شامل کرنے کیلئے اس Process میں ممبران اسمبلی کو ترقی کی Process کا حصہ بنانے کیلئے، چونکہ وہی اصل لوگ ہیں اس صوبے میں جنہیں لوگ ووٹ کے ذریعے اپنا مینڈیٹ دیکر ہاؤس میں بھیجتے ہیں تاکہ وہ وہاں پر لوگوں کو بات کر سکیں۔ لوگوں کی ترجیحات بتا سکیں، لوگوں کی پسماندگی دور کرنے کیلئے اقدامات تجویز کر سکیں، تو اس کیلئے پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ایک Systematic ادراہ بنایا گیا، Gross root level پر بنایا گیا جو آپ کو بخوبی پتہ ہے۔ اس کا نام رکھا گیا

District Development Advisory

Committees، وہ ایگزیکٹو باڈی نہیں تھی، وہ آڈرز نہیں دیتی تھی بلکہ وہاں پر ممبران اسمبلی بیٹھ کر افسران کے ساتھ، بیورو کریٹس کے ساتھ، جن کا تجربہ ہوتا تھا اس فیلڈ میں، اپنے معلومات Share کرتے تھے۔ وہاں پر بیٹھ کر وہ معلومات ضلع کی ترقی کے متعلق حاصل کرتے تھے۔ پھر وہ ترجیحات مقرر کرتے تھے کہ کہاں پر سکول چاہیے، کہاں پر پانی چاہیے، کہاں پر کالج چاہیے، کہاں پر سڑک چاہیے تو وہ ایک پلان بنا کر محکمہ ترقیات کو ارسال کرتے تھے اور وہ ایک ضلع کی سطح پر جامع پروگرام ہوتا تھا جو مشاورت سے تیار کیا جاتا تھا اور وہاں پر محکمہ پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ اپنے وزیر کی سربراہی میں پھر ممبران کی میٹنگ بلا کر Different divisions کے لوگوں کو وہاں پر اکٹھا کر کے پھر ان ترجیحات پر بحث کرتے تھے۔ جو ممکن ہو سکتا تھا وہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کیا جاتا تھا جو ممکن نہیں ہوتا تھا وہ چھوڑ دیا جاتا تھا، اسے اگلے سال کیلئے رکھ دیا جاتا تھا۔ ایک بڑا اچھا سسٹم تھا، نہ وہاں پر کوئی اپوزیشن تھی، نہ وہاں پر کوئی گورنمنٹ تھی۔ وہاں پر لوگوں کی بات تھی اور ان کے ممبران کے ذریعے سے بات تھی۔ جناب والا! ہم اب آگے جا رہے ہیں، یہ نئی صدی ہے، نئے اس کے تقاضے ہیں، نئے اس کے معاملات ہیں، سائنس و ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ وہ پرانا دور گزر چکا جہاں پر کوئی بادشاہ سلامت جاتا تھا تو لوگ فریاد کرتے، لوگ جمع ہو کر آہ و بکا کرتے تھے، کوئی کہتا تھا ہمیں نہر چاہیے، کوئی کہتا تھا ہمیں سڑک چاہیے اور پھر وہ آقا جو کہ ہم میں سے نہیں ہوتا تھا، جو حاکم تھا

 جناب سپیکر: گستاپ صاحب، آپ میں سے ہوتا تھا لیکن عوام میں سے نہیں ہوتا تھا۔ آپ تو خود شہزادے ہیں۔
 (تالیاں)

شہزادہ محمد گستاپ خان: نہیں سر، میں بیرونی آقا کی بات کرتا ہوں۔ انگریز سامراج کی بات کر رہا ہوں۔ وہ جب آتا تھا یا اس کا ڈپٹی کمشنر جاتا تھا یا اس کا کمشنر جاتا تھا تو لوگ جمع ہو کر فریادیں کرتے تھے اور اگر کچھ اسے پسند آتا تھا وہ کہہ دیتا تھا۔ اگر وہ کسی جلسے سے خوش ہوتا تھا یا کسی معاملے سے خوش ہوتا تھا تو وہ کہہ دیتا تھا کہ یہ منظور ہے اور یہ نا منظور ہے، تو جناب والا، وہ وقت گزر چکا۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں، ہماری اے۔ ڈی۔ پی کیا ہے؟ ہماری ای۔ ڈی۔ پی Directives پر Based ہے، اس Exercise پر Base نہیں ہے جو کہ اس کا تقاضہ ہے، جو اس کا قانونی تقاضہ ہے، جو کہ عوام کا حق ہے، جہاں پر ترجیحات مقرر کی جاتی ہیں اور کسی ایک آدمی کی خواہش پر کام نہیں کیا جاتا۔ یہاں

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات بیٹھے ہیں، ہم نے انہیں درخواست کی، ہم نے انہیں درخواست کی کہ اے ڈی پی بن رہی ہے جناب والا، ہمیں بھی بلائیں، ہم اسمبلی کے ممبران ہیں ہمیں بھی بلائیں۔ ہماری رائے لیں لیکن وہ رائے اس وقت لی گئی جب سارا کچھ مکمل ہو چکا تھا۔ Directives پر اے ڈی پی بن چکی تھی اور عوامی نمائندوں کے لیے ترجیحات مقرر کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں بچا تھا تو جناب والا! اے ڈی پی کوئی ایک ایسا سلسلہ نہیں ہے، ایسا Process نہیں ہے کہ جس میں صرف ترقیاتی سکیمز رکھی جاتی ہیں، ترقیاتی سکیمز کو عملی جامہ پہنایا جاتا ہے یا ترقیاتی سکیمز کو بجٹ کا حصہ بنایا جاتا ہے اے ڈی پی بڑی سوچ و بچار کے بعد تشکیل دی جاتی ہے۔ یس پرسوشل سیکٹرز ہیں، یہاں پر Productive sectors ہیں، یہاں پر ایسے سیکٹرز ہیں جو ابھی تک خالی پڑے ہوئے ہیں اور جن کی اس صوبے کو ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر آپ Different sectors میں چلے جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ آپ کے Productive sectors کو کیا ملا اس میں؟ اگر صوبے کی آمدنی بڑھانے کے لیے اقدامات نہ ہوئے یا ایسے ادارے جو لوگوں کو روزگار دے رہے ہیں، مثال کے طور پر ایگریکلچر سیکٹر کو آپ لے لیں جو Productive sector ہے، آپ کی زراعت سے جتنے لوگ بھی وابستہ ہیں، وہ اس کی ترقی کے ضامن ہیں آپ دیکھیں کہ جس ضلع میں زراعت کو ترقی دے دی گئی ہے، آپ سوات کی مثال لے لیں کہ اس سلسلے میں وہاں پر کام ہوا تو آپ دیکھیں کہ وہاں سے سیب ایکسپورٹ ہو رہا ہے، وہاں سے Peaches ایکسپورٹ ہو رہے ہیں وہاں پر فارمز زراعتی کر رہے ہیں لیکن جن اضلاع کو محروم چھوڑ دیا گیا ہے ترقی کا معاملہ Annual Development کا معاملہ، وہ ایک بیلنس ترقی ہے، پورے صوبے کی ترقی ہے صرف ایک آدھ ضلع کی ترقی نہیں ہے۔ جناب والا! میں یہ درخواست کروں گا کہ جو ہو چکا، وہ غلط ہوا اور اگر کوئی کہے گا، ممبرز جو اس طرف بیٹھے ہیں یا جو اس طرف بیٹھے ہیں، ہم ان لوگوں کو Represent کر رہے ہیں جو اس صوبے میں بسنے والے لوگ ہیں۔ یہ بات صحیح ہے کہ ممبرز گورنمنٹ تشکیل دیتے ہیں لیکن ممبرز جو گورنمنٹ تشکیل دیتے ہیں، وہ فلاح کیلئے تشکیل دیتے ہیں، وہ ضد پر تشکیل نہیں دیتے۔ وہ گورنمنٹ اس لئے نہیں بناتے کہ گورنمنٹ ان کے کہنے پر کس کو Crush کرتے۔ گورنمنٹ اس لئے نہیں بنائی جاتی کہ ایک علاقے کو ترقی دے اور دوسرے کو پسماندہ چھوڑ دے۔ گورنمنٹ صوبے کی جنرل فلاح کیلئے بنائی جاتی ہے اور فلاح میں بہت

ساری باتیں آتی ہیں۔ جناب والا! اب اے ڈی پی کا جو Process ہے، وہ تو Follow نہیں کیا گیا۔ ہم یہ درخواست کریں گے آپ سے، آپ کے ذریعے اس گورنمنٹ سے کہ وہ Process Follow کرے جو ایک قانونی تقاضا بھی ہے، جو صحیح معنوں میں ایک Process ہے اور وہ Balanced ترقی سے متعلق ہے۔ Annual Development Programme کی ضرورت کیا ہے؟ اگر جناب والا! آپ ہی کے کہنے پر ایک کام ہونا ہے یا میں آپ کی مثال دے رہا ہوں کہ آپ کے کہنے پر یہ کام ہونا ہے یا آپ ہی نے یہ کام کرنا ہے اور آپ ہی کی ایک مرضی آگئی ہے تو پھر Annual Development Programme کی ضرورت کیا ہے؟ پھر تو یہ وقت کا ضیاع ہے۔ یہ ساری Exercise، یہ محکمہ، یہ ہمارے سامنے جو وزیر صاحب بیٹھے ہیں ترقیات و منصوبہ بندی کے، پھر ان کا کام کیا رہ جاتا ہے؟ جب ہم نے جا کر عام جلسوں میں Schemes announce کرنی ہیں۔ جب ہم نے جا کر، اس بات کو میں ضروری سمجھتا ہوں کہ منسٹر پلاننگ اگر کہیں جاتے ہیں، چیف منسٹر صاحب کہیں تشریف لے جاتے ہیں، آپ کہیں جاتے ہیں یا گورنر صاحب کہیں جاتے ہیں یا For that matter کوئی بھی ممبر صوبائی اسمبلی کا جاتا ہے اور ہم نے دیکھا ہے، میرے والد صاحب بھی اس ہاؤس کے ممبر رہ چکے ہیں، میں خود چار دفعہ اس ہاؤس کا ممبر رہ چکا ہوں، ہم نے یہ دیکھا ہے کہ جہاں بھی کوئی وزیر گیا ہے خواہ وہ کسی بھی محکمے کا تھا، اس نے Public meeting کی، لوگوں کی ایک ضرورت سامنے آئی، وہ واپس آیا اور اس نے DO letter لکھا وزیر ترقیات و منصوبہ بندی کو کہ میں نے ایک جگہ کا Visit کیا ہے اور وہاں پر پانی کا مسئلہ بڑا گھمبیر تھا جو فوری طور پر حل طلب ہے تو یہ ہر ایک دے سکتا ہے، تجویز دے سکتا ہے اور ایک خاص Percentage ہے۔ آپ ان ادوار کا بھی، اس پریڈ کا بھی اندازہ لگائیں جب غیر جمہوری حکومتیں تھیں، ان میں بھی آپ دیکھیں ایک Procedure follow کیا جاتا تھا، Laid down procedure سے انحراف نہیں کیا جاتا تھا۔ یہ حکومتیں تو آئیں قانونی طریقے سے، یہ ہماری حکومتیں تو آئیں کا حصہ ہیں، ہماری حکومتیں تو آئیں ہیں اگر یہاں پر Rules and Procedure follow نہ کیا گیا جناب، تو پھر کب کیا جائے گا اور کون کرے گا؟ جب ہم قانون کی حکمرانی کی بات کرتے ہیں تو We should go according to the law۔ جناب والا! یہ میری اے ڈی پی سے

متعلق گزارشات تھیں۔ اب میں ان سیکٹرز کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ سر، آپ دیکھیں ہم نے آپ کے ساتھ بڑا تعاون کیا، حکومت کے ساتھ بڑا تعاون کیا۔ ہم مسلمان تھے اور ہم چاہتے تھے کہ انصاف۔۔۔۔۔

آوازیں: آپ اب بھی ہیں۔

شہزادہ محمد گستاپ خان: ہم چاہتے تھے کہ آپ کا جو Manifesto تھا، آپ کو لوگوں نے مینڈیٹ دیا تھا، آپ کا جو نعرہ تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم مسلمان ہیں، رہیں گے مرتے دم تک انشاء اللہ تعالیٰ اور اس میں ہم نے اتنا بھی فرق نہیں آنے دیا۔ ہم نے کہا کہ آپ لوگوں نے مینڈیٹ دیا ہے، آپ کو لوگوں نے پسند کیا ہے ایک تبدیلی کیلئے اور ہم لوگوں کے فیصلے کا اگر آپ کا نہیں تو اس عوام کے فیصلوں کا ہم خیال رکھیں گے جنہوں نے آپ کو یہاں پر بھیجا ہے (تالیاں) ہم نے آپ کا ساتھ دیا ہے۔ آپ بجٹ لائے، ہمیں بالکل اس کا حصہ نہیں بنایا گیا۔ ہم سے کسی قسم کی باز پرس نہیں کی گئی، ہمارے حلقوں کو نظر انداز کیا گیا۔ ہماری سکیمز نہیں لائی گئیں اور اسی طرح میں افسوس سے کہوں گا کہ نہ صرف ہمارے حلقے بلکہ کئی اور حلقے بھی جو آپ سے متعلق تھے وہ بھی نظر انداز ہوئے لیکن ہم نے کہا کہ نئی حکومت ہے، نیا Experience ہے، تبدیلی کی بات ہے، انہیں حق ملا ہے حکومت کرنے کا، تو ہم ان کی حکومت کرنے میں روڑے نہیں اٹکائیں گے، ہم ان کا ساتھ دیں گے اور پھر ہم نے بجٹ بھی متفقہ طور پر پاس کیا۔ ہم نے کوئی اعتراض نہیں کیا، تجاویز دیں۔ آج بھی جناب والا! اپوزیشن جس نے ہمیشہ آپ لوگوں سے بڑھ کر صوبائی حقوق کی بات کی، آپ لوگوں سے بڑھ کر انٹرنیشنل معاملات پر اس اسمبلی میں بات کی، ہر موقع پر آپ کا ساتھ دیا، ہر تعمیری کام میں آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہوئے۔ اب بھی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر اب بھی کوئی Constructive تعمیری تجویز حکومت کی طرف سے آئی تو اپوزیشن کسی تعمیری کام میں کوئی رکاوٹ نہیں بنے گی لیکن جناب والا، جہاں ہم سمجھیں گے کہ ایک کام غلط ہو رہا ہے، ایک ایسے ڈی پی بنائی جا رہی ہے جو چند اضلاع پر مشتمل ہے اور جو Directives پر بنائی جا رہی ہے تو وہاں ہم خاموش نہیں رہیں گے کیونکہ اب چودہ مہینے گزر چکے ہیں، آپ سیکھ چکے ہیں (تالیاں) آپ کو سب کچھ سمجھ آچکا ہے اور اب یہ زیادتیاں ہونے لگی ہیں۔ اب ہم بات کریں گے اور ہم چاہیں گے کہ سارا کچھ آپ اپنے لئے رکھ لیں، ہمیں بے شک نہ دیں لیکن ان لوگوں کو محروم نہ رکھیں جو صوبے کے لوگ ہیں لیکن آپ قانون کے مطابق رکھیں جو حق جس ممبر کے حلقے کی

ڈیولپمنٹ کا بننا ہے خواہ وہ مجلس عمل کا ہے خواہ وہ مجلس عمل کے اندر Component parties کا ہے، انہیں بھی دیں، اپوزیشن کو بھی اعتماد میں لیں کیونکہ اپوزیشن کے بغیر اس ہاؤس کا مزہ نہیں رہے گا۔ اس لئے کہ اپوزیشن ہی ایک ایسی آپ کے پاس فورم ہے، ایک حصہ ہے اس ہاؤس کا جس کی وجہ سے اس ہاؤس کی بزنس اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ٹھیک طریقے سے Run کر رہی ہے اور آپ اس کے گواہ ہیں مسٹر سپیکر۔ جناب والا!۔۔۔

جناب سپیکر: بس نہیں کرتے ہیں؟ Conclude کریں۔ ہاں۔

شہزادہ محمد گتاسپ خان: آپ کی وساطت سے میں وزیر پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ، جو یہاں تشریف رکھتے ہیں، سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ کم از کم، ہم آپ سے بڑی اچھی توقعات رکھتے ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ کچھ لوگ قانون کا احترام نہیں رکھتے یا قانون کو اپنی گھر کی لونڈی سمجھتے ہیں، قانون کو جس طرف پھیرنا چاہیں، وہ پھیر لیتے ہیں لیکن قانون کو پھیرنے کا، قانون پر عمل درآمد نہ کرنے کا بڑا غلط انجام ہوتا ہے، بہت غلط انجام ہوتا ہے۔ ہم آپ سے ایک درخواست کرتے ہیں اور آپ سے ہمیں توقع بھی ہے کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ آپ انصاف کی بات کرتے ہیں۔ آپ لوگوں کی رائے لیتے ہیں اور ہم آپ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ آئندہ سال کا جو ترقیاتی پروگرام ہوگا، آپ اس میں قانون کا احترام کریں گے اور ممبران اسمبلی کو ساتھ لیکر چلیں گے اور آپ ان سیکٹرز کو بھی ترجیح دیں گے جو Ignored ہیں اور جو اس دفعہ اے ڈی پی کا حصہ نہیں بن سکے۔ Thank you very much۔

Mr. Speaker: Thank you.

جناب شاد محمد خان: یوائنت آف آرڈر، سر۔ وخت خونہ دے۔

جناب سپیکر: جی، شاد محمد خان، تقریر کوئی؟

جناب شاد محمد خان: نہ جی، بس یوہ ورہ غوندے خبرہ کوم۔ دا یوہ حکومتی فیصلہ دہ سر، چہ کوم کس جائداد ورکری د ہسپتال د پارہ، سکول د پارہ یا خہ بل شی د پارہ وقف کپری نو د ہغہ د مرضی بہ دا کلاس فور ملازمان لگی۔ پہ ہنگو کبن جھگرہ وہ پہ تیر حکومت کبن، دشیر پاؤ خان وخت کبن، زہ پکبن ناست ووم، پہ زمکے اغستلو باندے، پہ قیمت باندے ماورتہ اووٹیل چہ زہ ئے مفتہ ورکوم۔ شیر پاؤ ورتہ اووٹیل چہ درکوم کالج درتہ، کہ تاسو وائے چہ ورئے کپہ نو ما تقریباً تقریباً 170 کنال زمکہ

جی و رکھے دہ چہ نن د ہغے قیمت فی کنال ایک لاکھ روپی دے سر۔ عرض مو دا دے چہ لنیدہ خبرہ دہ پہ یر ونہ پوہیرم جی، یا د حکومت ماتہ پیسے را کپی، ایک کرو ستر لاکھ روپی یا د زما پہ مرضی ہغہ کسان اولگوی، زہ ئے د پنجاب نہ یا د سندھ نہ نہ راولم دغہ خلق دی، غریب دی، زمونبرہ د قوم خلق دی چہ زما پہ مرضی اولگی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: سراج الحق صاحب! خبرہ مناسب دہ۔

جناب سراج الحق (سینئر وزیر خزانہ): بالکل جی۔ شاد محمد خان صاحب اپنے علاقے کے منتخب ممبر بھی ہیں اور جناب پریشان اگر نہ ہوں تو بڑے جاگیر دار بھی ہیں اور خان بھی ہیں۔ اسی بنیاد پر اگر وہ ہسپتال کیلئے، سکول کیلئے، یا کسی اور عوامی پراجیکٹ کیلئے زمین دیتے ہیں تو یہ عوام کا ان پر حق ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ شاد محمد خان کو عوام نے بار بار منتخب بھی اس لئے کیا ہے کہ جب بھی قوم کو یا ملک یا عوام کو ضرورت پڑتی ہے، یہ زمینیں وغیرہ اس کیلئے دیتے ہیں کیونکہ ہر ایک آدمی کے پاس دینے کیلئے کوئی نہ کوئی چیز ہوتی ہے، کوئی اچھی بات کرتا ہے، کوئی زمین دیتا ہے، کوئی پیسہ دیتا ہے تو شاد محمد خان کو اللہ تعالیٰ نے زمین دی ہے اس لئے وہ زمین دیتے ہیں۔ جہاں تک ان کی اس ادارے میں عوام کو بھرتی کرنے کی بات ہے تو ہم اس کو بالکل Like کرتے ہیں کہ قواعد اور ضوابط کے مطابق وہاں ہی کے لوگوں کو ان کے مشورے کے ساتھ رکھا جائے ہم اس پر Commitment ان کے ساتھ رکھتے ہیں، اگر کہیں کوئی شکایت بھی ہے کسی فرد کے بارے میں، کسی پوسٹ کے بارے میں تو ہم شاد محمد خان صاحب کے ساتھ بیٹھ کر وہ مسئلہ حل کر سکتے ہیں۔

سید مرید کاظم شاہ: سر! ایک منٹ۔

جناب سپیکر: مرید کاظم صاحب۔

سید مرید کاظم شاہ: سر! منسٹر صاحب نے ایک بات کو اس طرح گول مول پیش کیا۔ میں نہیں سمجھتا۔۔۔

جناب سپیکر: بالکل Clear cut انہوں نے کہا ہے۔

سید مرید کاظم شاہ: سر! Clear cut، اگر یہ Commitment کر دیں کیونکہ پہلے بھی ہوتا تھا کہ جو بھی زمین دیتا تھا اس کا آدمی لگتا تھا۔ چونکہ یہ ابھی نہیں ہو رہا ہے جی، میں ڈیرہ اسماعیل خان میں آپ کو اس کی مثالیں دے سکتا ہوں کہ جنہوں نے زمینیں دی ہیں، وہ تمام سکول بند پڑے ہیں، ابھی ان پر کیسز چل رہے ہیں۔ یہ ایک Directive issue کریں اور یہ Commitment کریں کہ جس جس کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے وہ ختم کی جائے۔ جو آدمی بھی زمین دیتا ہے تو وہ ایک پالیسی کے تحت دیتا ہے تو یہ ایک بہت ضروری چیز ہے۔ ایک غریب آدمی زمین دیتا ہے، شاد محمد خان تو ایک جاگیر دار ہیں لیکن جب غریب آدمی زمین دیتا ہے اور اس کے ساتھ بعد میں انصافی ہوتی ہے تو یہ ایک بہت بڑی زیادتی ہے تو میں منسٹر سے عرض کروں گا کہ یہ ایک Assurance بھی دیں اور Directives بھی جاری کریں۔

سینئر وزیر (خزانہ): جناب سپیکر! مرید کاظم شاہ صاحب کی اس بات سے کون اختلاف کرے گا کہ جس کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے، اس کے ساتھ انصاف کیا جائے اور جہاں بے انصافی ہو، اس کی تلافی کرنا حکومت کا بھی حق ہے، فرض ہے اور عدالتیں بھی موجود ہیں۔ میں نے شاد محمد خان کے حوالے سے یہ عرض کیا کہ اگر قواعد و ضوابط اور قانون کے مطابق کوئی بھی بات ہو تو اس کو آزر کرنا چاہیے اور وہاں ایم پی اے کی حیثیت سے، زمین کے اونر کی حیثیت سے ان کو ترجیح دینی چاہیے۔

جناب سپیکر: بشیر احمد بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: سپیکر صاحب، ڈیرہ مہربانی۔ تاسو پہ دے اہم مسئلے ماتہ اجازت راکرو چہ زہ ہم پرے خبرے اوکرم۔ پرون انور کمال صاحب خبرے اوکرم، نن زمونبرہ لیڈر آف دی اپوزیشن خبرے اوکرم، داسے خبرے پاتے نہ دی چہ زہ ئے اوکرم خویو شو منتہ بہ تاسو تہ تکلیف درکوم۔ سپیکر صاحب، دا Annual Development Programme چہ دے، دا دیو حکومت د کارکردگی بنیاد دے چہ دہغے نہ پتہ لگی چہ حکومت پہ دے پورہ کال کبش خومرہ کار کرم دے او د صوبے د پارہ ئے خہ کار کرم دے؟ سپیکر صاحب! د Development programme دومرہ اہمیت دے چہ د دے د پارہ تاسو پخپلہ چرتہ کلی تہ لار شئی یا علاقے تہ لار شئی نو ہر یو کس تپوس

کوی چہ ہغہ سکول چہ پہ دے اے ڈی پی کبن دغہ شوے و و نو ہغہ زما د پارہ چا جوڑ
کرو؟ ہغہ کوم چہ روڈ پہ اے ڈی پی کبن راغلی و و نو پہ ہغے باندے کار ولے شروع
شوے نہ دے؟ چہ کوم د مدرسے د پارہ چہ پہ اے ڈی پی کبن راغلی و، ہغہ د میل نہ
ہائی او د ہائی نہ ہائر سیکنڈری سکول پہ اے ڈی پی کبن راغلی و، ایم پی اے لا
شی، وزیر لا رشی ہلتہ اعلان او کری پہ ہغے باندے کارونہ کیپی نو سپیکر صاحب،
دا Annual Development Programme چہ دے، د دے د پارہ زمونر دا د پی اینڈ
ڈی منسٹر صاحب ہم ناست دے، زمونرہ دا تول سپیکر تریٹ او داخلق پہ
اٹر کنڈیشنونو کبن ناست دی او کتابونہ اوچت کری او پہ زرو کتابونو باندے نوے دغہ
اولیکی او ہم ہغہ شے بیا Reflect کری او ہغہ تہ پتہ ہم نہ لگی چہ سکیم، پہ کوم
خائے کبن خہ پرا بلم دے، ہمیشہ مونرہ ہم خہ لبر ڈیر پہ حکومتونو کبن پاتے شوی یوچہ
کلہ دا اے ڈی پی بہ جو ریدہ نو تول د ڈویژن یا د ڈسٹرکٹ ایم پی ایز بہ راغلل ہغوی
بہ خپل Point out کرل چہ زما دا، دا، Problems دی نو ہغہ کوشش بہ کولو مونرہ
چہ ہغہ Accommodate کرے شی خوبہ دے خل زمونرہ نہ ہڈو نہ چا تپوس او کرو نہ
زمونرہ سرہ چا خبرہ او کرہ، لا ر شو راشو نو تاسو او گوری چہ د بچت پہ ورخ باندے
دومرہ کتابونہ دلته پراتہ وی، زہ دعوی سرہ وایم چہ بغیر د یو کس نیم نہ ہیچ چا بہ
ہغہ کتابونہ کھلاؤ کری ہم نہ وی پہ دے باندے د حکومت لکھونہ روپی ضائع کیپی۔
پکار دا دہ چہ دا یوہ طریقہ چہ دہ دا مخکبے نہ روانہ دہ، خہ نوے خبرہ پکار دہ چہ
داشے ختم کرے شی او یو Minimize and summarize داسے کتاب وی چہ سرے ئے
لیدلے شی۔ زہ تاسو تہ پہ دعوی سرہ دا وایم چہ تاسو ہم خو خلہ ممبران پاتے شوی
ئے، تاسو ہم، کلہ بہ ہم ہغہ بستہ چا نہ وی کھلاؤ کرے چہ پہ ہغے کبن ئے خہ لیکلی
دی یا خہ نہ دی لیکلی؟ د ہغے د پرنٹنگ پیسے، د ہغے د کاغذاتو پیسے، د ہغے
عوامو، د غریب عوامو ہغہ لکھونو روپی مونرہ پہ دے ضائع کرو او بیا عمل ہم پرے نہ
کیپی۔ یا خودا دہ چہ یو شے اے ڈی پی کبن راشی او پہ ہغے باندے عمل او شی،
اے ڈی پی خہ لہ جو ریری Directives of the Chief Minister, directives of the
ministers دا زما سرہ یو اخبار دے چہ سحر ما لوستلو نو سرے حیران شی، زمونرہ یو
وزیر صاحب پروں، زما خیال دے خپل کلی کبن چرتہ یو میتنگ کرے دے ہغہ وائی چہ

د کروڑونو روپو د يو ځائے اعلان ئے كړے دے۔ "اس پر كروڑون روپے خرچ هور هے ېں اور هم كروڑون روپے خرچ كړ كے علاقے ميں كام كړر هے ېں" دا د اختر علي صاحب بيان دے۔ سرحد حكومت ظلم كے خاتمے كيلئے، زه يو منډت تاسو ته دا و ايم چه دوي ته دا كروړونه روپي چرته نه راغلي چه دا منستير صاحب به خرچ كوي؟ زمونږ حلقه كښ خو يو ه پيسه هم چرته څوك نه خرچ كوي۔ دا Discrimination نه په اسلام كښ شته او نه په دے اخلاقيا تو كښ شته او نه په قانون كښ شته دے۔ "سرحد حكومت ظلم كے خاتمے اور مثالي امن و امان قائم كړن كيلئے كوشاں هے۔ حافظ اختر علي صاحب۔ علاقه پانيزي ميں كروڑون روپے كى لاگت سے مختلف ترقياتي كامون كے منصوبون كا جال بچھايا گيا هے" نو دا كروړونه روپي چرته نه راغلي سپيكر صاحب؟ مونږه له خو يو ه پيسه، زمونږ په حلقه كښ چه كوم سورے پل دے تاسو او گورئ په دے پيښور كښ د دے هم هغه فنڊز او سه پورے نه دي ريليز شوي۔ دا زما خيال دے يو نيم كال او شو چه هغه پلونه هم داسے دي او د تاسو، ستاسو مخامخ هغه پلونه يو نيم كال خالي په هغے روډ نه شي جوړيدے، باوجود د دے نه چه هغه پلونو كښ Already هغه جوړ شوي دي هغه ريلوي لائن چه دے د هغے، په هغے پلونه جوړ دي خو لاندے سړك چه دے په دے يونيم، دوه كاله كښ هغه جوړ نه شو، نو زه د اختر علي صاحب نه او ستاسو په وساطت د فنانس منستير نه دا تپوس كوم چه Please هغه چه خپل كوم تقرير به كوي، هغه چه Sum up كوي نو مونږ ته د او بنائى چه دا د اختر علي صاحب د كوم ځائے نه دا كروړونه روپي راوړے چه په خپله حلقه كښ، پانيزي غونډے يو ځائے كښ ----

جناب عبدالاکبر خان: بابوزئی۔

جناب بشير احمد بلور: بابوزئی، پانيزي ئے دلته ليكلے دے۔ بنه بائيزي، بائيزي يو كلے دے او په هغے كښ كروړونه روپي لگي نو آخر مونږه هم په دے اسمبلو كښ ناست يو، زمونږ نه هم خلق تپوس كوي چه په يو كلي كښ يو وزير ځي او هغه "اپني ايک وضاحتى تفصيل ميں وزير موصوف نے لوگوں کو يقين دلایا کہ آپ کی مشکلات اور مسائل کا فوری ازالہ کرنے كيلئے عملی اقدامات اٹھائیں گے انہوں نے کہا کہ محكمه كے زير اہتمام بائيزي ميں كروڑون روپے كى لاگت سے مختلف ترقياتي كامون

کا جال بچھایا جن میں سڑکوں، پلوں کی تعمیر اور مرمت، سیلاب سے بچاؤ کیلئے حفاظتی پشتے، شنگل روڈز، پینے کیلئے صاف پانی اور بجلی بھی فراہم کی جائے" نو دا زہ پہ دے حیران یم جی چہ یو وزیر صاحب خو کرورونہ روپی لگوی، ہغہ ہم زما پہ شانٹے ایم پی اے دے او زما، زہ ایم پی اے یم زما خو چرتہ ہغہ سکولونہ، چہ کوم Forty seven سکولونہ زمونر دلٹہ پہ بجٹ کبن راغلی وو، پہ ہغے کبن چرتہ زما پہ حلقہ کبن یو پرائمری سکول ہم نہ دے جوڑ شوے نو زہ دا تپوس کوم چہ دا چرتہ نہ دا پیسے راغلی؟ دا ظلم دے نو دا کتابونہ، دا بجٹ د نہ پاس کوی، بیا دا اے دی پی نہ جوڑوی، بیا د د دے خلقو تائم نہ ضائع کوی، د غریبو عوامو لکھونہ روپی د نہ ضائع کوی۔ مونر تہول مراعات اخلو، او بس زمونر پکبن خہ نہ کیری او دیو خاص خلقو کارونہ کیری نو بیا مونر د خہ دپارہ اسمبلی تہ راخو؟ سپیکر صاحب! دا اے دی پی، زما دا، سپیکر صاحب، ماتہ اجازت بہ دومرہ را کیری چہ زہ بہ دے منسٹر صاحب تہ صرف ہغہ چہ کوم دوئی پہ وائٹ پیپر کبن کومے خبرے کیری دی، ہغہ دوئی تہ Remind کرم چہ ہغہ وائٹ پیپر کبن دوئی خہ خہ وئیلی دی؟ تپوس کوؤ چہ پہ ہغے کبن دوئی خومرہ پہ ہغے باندے عمل درآمد کرے دے؟ سپیکر صاحب! تاسو تہ بہ یاد وی چہ کوم وخت کبن دا بجٹ پیش کیدلو، پہ ہغہ وخت کبن دوئی دا وئیلی وو چہ دا فاضل بجٹ دے او 5145 ملین روپی دا بجٹ دے او پہ دے کبن بہ ترقیاتی کارونہ کیری۔ 24% دوئی پہ ترقیاتی کارونو بہ ساتلے وو، ہغہ وخت کبن ہم On record دہ دا خبرہ چہ ما دا وئیلی وو چہ دا فاضل بجٹ نہ دے، دا د خسارے بجٹ دے ولے چہ دوئی ہغہ وخت کبن چہ کوم بجٹ پیش کرے وو چہ دا پہ Page 17 باندے تاسو او گورنر نو دا ئے پکبن لیکلی دی چہ 17 ملین روپی چہ دی 17653 Million، روپی چہ دی د بجلی نہ بہ راخی او 280 Million روپی چہ دی دا بہ مونر تہ د گیس نہ راخی، چہ دا توپل کیری کنہ جی، نو دا 17933 Million روپی جوڑیری او دوئی تہ پہ ہغے کبن صرف 6000 Million روپی چہ دی نو ہغہ بہ ملاؤ شوی وی یا بہ ملاویری نو 11973 Million روپی چہ دی نو دا بہ دوئی تہ نہ ملاویری نو د دوئی بجٹ 39526 Million روپی جوڑیری او دا دوئی خپل پہ دے کتاب کبن لیکلی دی چہ مونر بہ 24% پہ Development باندے لگوؤ نو 24% خودا دلٹہ د دوئی

د ٻول بجٽ نه دا ما حساب ڪرڻ ڏي، 23% جو Already ڪم شو ڇه ڪوم ڏوئ ته به نه ملاوڀري نو هغه 1% باقي پاتڻ ڪيري او دا ڪروڙونه روپي په Directives باندڻ لڳي۔ نه پوهيڙم ڇه دا د ڏي نه مبرا ڏي ڪه دا په بجٽ ڪين نه ڏي راغلي ڪه دا چرته د بل ڄائڻ نه راغلي ڏي او ڏوئ ئڻ ڇرچ ڪوي؟ مونڙ خو پري نه پوهيڙو۔ سپيڪر صاحب! په ڏي ڪين، په ڏي تنخواگانو ڪين زمونڙ دا بجٽ 90% د مرڪز نه راڄي او زه وزير صاحب ته وائيم ڇه هغه د لڙه توجه ساڻي ڇه بيا مونڙ ته د ڏي جواب راڄي، 60% بجٽ ڇه ڏي هغه لڳي په Interest او په تنخواگانو په پنشن باندڻ، 20% بجٽ ڇه ڏي هغه په Interest & Debts باندڻ لڳي او 10% بجٽ ڇه ڏي هغه په Maintenance & Repairs باندڻ لڳي نو 10% پيسڻ پاتڻ ڪيري د ڊيويلپمنٽ د پارڻ، دهغه هم دا حال ڏي ڇه په هغه ڪين 11922 Million روپي به Deficit وي نو چرته نه به په بجٽ ڪين پيسڻ لڳي او چرته نه به پيسڻ راڄي او ڏوئ به په ڏي صوبه ڪين ڪار ڪرڻ ڏي بنائڻ؟ سپيڪر صاحب! تاسو ته به ياد وي دلته ڏوئ حڪم فرمائيلڻ و په بجٽ تقرير ڪين هم او په ڏي ڪين ئڻ هم دا ليڪلي ڏي ڇه "فرٽيئر ڪانگڻ ڪو يونيورسٽي ڪاڊر ڇڏڻ ڏيا جاڳا" زه دا تپوس ڪوم ڇه په هغه يونيورسٽي ڊرجه ڪين ڄومره ڪار شوڻ ڏي ڇه مونڙ ته هم پته او لڳي ڇه هغه يونيورسٽي د پارڻ ڄومره پيسڻ ريليز شوڻ ڏي؟ په هغه يونيورسٽي باندڻ ڄومره ڪار شوڻ ڏي او ڄومره ڪار پاتڻ ڏي؟ آيا جوڙ هم ڏي ڪه نه ڏي جوڙ؟ خالي زباني د هغه اعلانات شوڻ ڏي۔ بله خبره دا وائڻي، دا په خپل صفحہ نمبر 6 باندڻ دا وائڻي ڇه "نرسون اور ليڏي هيلٿ وزيرز ميڻ آسامياں ٽڪال لڻ گڻ اور وهاں Appointments ڏيڻ گڻ" تپوس ڪوڙ ڇه اوسه پورڻ په نرسانو ڪين او په ليڏي هيلٿ ورڪرز ڪين ڄومره آساميانڻ ڏوئ پيدا ڪرڻ ڏي؟ چرته نه Appointments شوي ڏي؟ د ڇا په وينا شوي ڏي؟ Advertisement شوڻ ڏي ڪه نه؟ د ڇا Particular علائقڻ نه يا خاص علائقڻ نه هغه اغستلڻ شوي ڏي؟ دا د لڙ وزير صاحب مونڙ ته Explain ڪري۔ سپيڪر صاحب! ڏوئ په ڏي خپل تقرير ڪين دا خبره ڪرڻ ڏي په صفحہ نمبر 7 باندڻ جي، "25 ڪروڙ روپڻ ڪي خطير رقم اس مقصد ڪيلڻ مختص ڪرڻي گڻي هڻ، خير بينڪ ڪو هدايت ڪي گڻي هڻ ڪه چھوڻ ڦرضون ميڻ خواتين ڪو کم از کم

25% دیا جائے۔ صوبائی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ اگلے دو سالوں میں خواتین کو چھوٹے قرضوں کی فراہمی کا تناسب 40% کر دیا گیا ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ بینک آف خیبر کے ذریعے اگلے تین سالوں میں کم از کم ایک ارب روپے کی خطیر رقم چھوٹے قرضوں کی مد میں تقسیم کی جائے" زہ وزیر صاحب نے داتا پیوس کوم چہ دوئی پہ 25 کروڑ روپو کبھی خومرہ پیسے ورکھے دی؟ چاچا تہ ئے ورکھے دی او خنگہ ئے ورکھے دی؟ سپیکر صاحب! پہ اسلام کبھی ہم دا حکم دے چہ کوم کار نہ شی کولے نو ہغہ مہ وائی، دا تہول بجت تقریر زہ پہ دعویٰ سرہ وایم چہ کومے خبرے زہ کوم، دوئی د ماتہ جواب را کھی، 1% or 2% بہ ہم کار نہ وی شوے نو دومرہ 25 کروڑ روپی ئے چاتہ ورکھی دی؟ دا دلبرہ مہربانی او کھی مونبرہ تہ دا وبنائی۔ سپیکر صاحب! دا پہ 12 Page باندے دوئی وئیلی دی "چونکہ یہ مالی سال اپنی نوعیت کا ایک منفرد سال تھا، مرکز اور صوبائی حکومتوں کے ساتھ ساتھ جمہوری حکومتوں کا قیام اور ضلعی حکومتوں کے نئے نظام سے مکمل طور پر واقفیت میں کمی کی وجہ سے متفقہ شدہ اہداف حاصل نہیں کئے گئے جس کی وجہ سے SA II کا قرضہ جولائی کی بجائے نومبر، دسمبر 2003 کو صوبوں کو ملنے کی توقع ہے۔ ورلڈ بینک نے صوبائی حکومت کی کوششوں کی تعریف کی ہے" زہ بہ داتا پیوس او کھرم چہ دا SA III چہ دے، د دے پہ دسمبر کبھی پیسے راغلی دی، چرتہ Invest شوے دی، چاتہ ورکھے شوے دی، کومو کومو علاقوں کبھی لکیدلے دی؟ چہ مونبرہ تہ ہم پتہ اولگی، مونبرہ پہ حلقہ کبھی، زما خود پیسنور بنار مینخ دے او ہارت آف دی صوبہ دہ، د صوبے ہارت چہ دے، ہغہ پیسنور دے او د پیسنور ہارت چہ دے ہغہ زما حلقہ دہ خو ہلتہ ماتہ خو چرتہ یو سکیم ہم نہ دے بنکارہ شوے چہ پہ ہغے باندے کار شوے وی، مونبرہ تہ د وزیر صاحب دا وبنائی چہ پہ کوم کوم خایونو کبھی داتا پیسے لکیدلے دی او خنگہ راغلی دی؟ سپیکر صاحب! بل پہ صفحہ نمبر 17 باندے د دوئی د بجت تفصیل دے چہ کوم ما مخکبھی تا سو تہ عرض او کھرو چہ دوئی د 51 ارب روپو بجت وائی دا د 51 ارب نہ وو، دا د 39 ارب روپو بجت وو۔ سپیکر صاحب! دا پہ 19 Page باندے "آئندہ مالی سال 2003 کے بجٹ میں تکمیل شدہ نئے پرائمری سکولز اور گرلز کمیونٹی ہال کیلئے ضروری اساتذہ مہیا کئے جائیں گے۔ اس کے ساتھ ہی 190 پرائمری سکولوں کو ڈل

کا درجہ، دو سکولوں کو ڈل سے ہائی کا درجہ دیا جائے گا" یہ ہغے کبن زما د حلقے ہم یو سکول وو چہ ہغہ د مہل نہ ہائی درجہ، او د گرنز سکول وو، زما یہ حلقہ کبن ہلتہ بالکل سکول نہ وو د گرنز، نو ہغہ ہائی سکول تراوسہ پورے چہ دے، دوہ سکولونو کبن ہغہ سکول ہم وو، تراوسہ پورے یہ ہغے باندے ہیخ کارروائی ہم نہ دہ شوے۔ نہ PC-I جوہ دے، نہ یہ ہغے باندے خہ کار شروع شوے دے۔ کال کیدونکے دے او نہ خہ فنڈ ورتہ ریلیز شوے دے۔ زہ بہ دا خواست او کرم چہ ماتہ او بنائی چہ یہ ہغے کبن خہ پوزیشن دے دے؟ سپیکر صاحب! یہ Page-27 باندے " پشاور صوبے کا دل ہے، اس کی ترقی صوبے کی ترقی کی علامت ہے، لہذا سالانہ ترقیاتی پروگرام میں تین جاری اور دو نئے منصوبوں کے لئے 75 ملین روپے مختص کئے گئے جن کے تحت نئی مالی سال میں چار جاری منصوبوں کی مد میں حیات ایونیو سے تہکال تک اور ورسک روڈ سے جی ٹی روڈ تک 12 کلو میٹر سڑک تعمیر کی جائے گی جبکہ سورے پل (جس کا میں ابھی ذکر کیا) فیز نمبر 2 تعمیر کیا جائیگا۔ نئے منصوبے باڑہ روڈ سے چارسدہ روڈ تک رنگ روڈ پرائس لگائی جائیں گی اور پشاور کے ٹاون، ون، ٹو، تھری، فور کی سڑکوں کی تعمیر اور ترقی کی جائے گی" زہ بہ دا تپوس او کرم چہ دا 75 ملین روپی چہ کوم دوئی دا پہ بجت تقریر کبن اعلان کرے دے، ہغہ کبن دوئی خومرہ پیسے اوسہ پورے ریلیز کرے دی۔ ماتہ خو دا اطلاع دہ، زمونرہ د دے سورے پل او دا ہولے پیسے چہ دی ہغہ اخوا دیکخوا نورو علاقو تہ ترانسفر شوی دی او دلته دا پیسہ یوہ ہم، 75 ملین کبن ماتہ د او بنائی چہ دے پینور بنا رلہ ئے خومرہ پیسے ور کرے دی؟ دوئی دا وائی چہ، ون، تو، فور تا ونز چہ دی، دے تہ بہ مونرہ د سپر کونو د پارہ او د اربن روڈ د پارہ پیسے ور کوڈ ہغہ ہم دا تہ کرورو روپو نہ پینخہ کرورو تہ راغلے دی، ہغہ ہم پیسے نہ دی ریلیز شوے۔ ہغہ Process ئے او برد دے چہ کال بہ تیروی او یوہ پیسہ بہ نہ ریلیز کیری او دوئی بہ وائی چہ یرہ پی۔سی۔ون جوہ نہ شو، میتنگ او نہ شو نو پہ دے باندے خو، پہ دھوکہ حکومتونہ نہ چلیبری۔ Clear خبرہ چہ نشتہ، پیسے نہ شو کولے نو ہغہ زما خیال دے، بہترہ بہ وی چہ مونرہ ہم خلقو تہ لاہر شو او وعدے او کرو او ہلتہ مونرہ کولے نہ شونو سبا خلق زمونرہ گریوان تہ لاس اچوی چہ تاسو دا خبرہ کرے وہ، ولے نہ کیری؟ مونرہ خو دا لس خلہ ورتہ او وایو خو ہغوی نہ پوہیری۔

ہغوی وائی چہ نہ دا پیسے راغلی دی او حکومت و رکوی او تاسو پرے خرچہ نہ کوئی نو سپیکر صاحب، دا سورے پل، حالات داسے دی، دا زمونہ ورسک روڈ والا چہ د، ہغہ بلہ ورخ ہغہ بغیر دی۔ پی۔ سی۔ ون نہ ہیخ ہم پہ ہغے کبن فنڈ نہ دے ریلیز شوے نو زما دا خواست دے چہ دا 75 ملین چہ کوم دوئی وئیلی دی، دوئی د مونیہ تہ او بنائی چہ پہ دے کبن خومرہ پیسے ریلیز شوے دی، چرتہ، چرتہ دا کارونہ شروع کرے دی؟ سپیکر صاحب! پہ Page 28 دی چہ "صوبے کی معیشت کو مستحکم بنانے کیلئے زراعت کا شعبہ ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ صوبے کیلئے کل 718.712 ملین روپے کی بیرونی امداد بھی شامل ہے۔ اہم مدوں میں مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں: 25 فارم سروسز سنٹرز کو مستحکم کرنا، پانی کے 500 نالوں کو بنانا، حیوانات کے چار ہسپتالوں کا قیام، 600 زراعتی طلباء کو وظائف دینا" زہ تپوس کوم چہ دے 600 زراعتی طلباء تہ وظائف و رکھے شوے دی او کہ نہ دی و رکھے شوے او کہ و رکھے شوے دی نو چا تہ نئے و رکھی دی؟ کوم کوم علاقو تہ نئے پہ ترجیحاتو باندے و رکھے دی؟ زمونہ پہ علاقو کبن خو چاتہ، زما خیال دے زمونہ رونہ ناست دی، د دوئی خو چرتہ ہم یو کس ہم داسے نہ دے شوے چہ ہغوی تہ دا مراعات یا خودا شوی نہ دی کہ شوی دی نو دا د کوم خائے نہ شوی دی؟ او د کومے علاقے نہ اغستلے شوی دی؟ دا د مہربانی او کری، دا د مونیہ تہ او بنائی۔ سپیکر صاحب، دا پورہ کتاب دک دے دے خبرو نہ، "صوبے کے صحت افزاء مقامات ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کیلئے جاذبیت رکھتے ہیں مگر سیاحت کے فروغ میں اقدام اس شعبے کی ترقی کے ساتھ صوبے کو مالی وسائل فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں" پہ دے مونیہ فخر کوؤ چہ خومرہ خدائے مونیہ سرہ مہربانی کرے دہ، خومرہ دا د سیاحت د پارہ مقامات چہ زمونہ سرہ دی، پہ پاکستان کبن بل خائے نشتہ خود ہغے دیویلیپمنٹ نشتہ۔ دوئی دا وائی چہ "حکومت نے سیر و تفریح کے شعبے کیلئے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں 50 ملین روپے مختص کئے۔ ایک سیکنڈ میں دس جاری اور بارہ نئے منصوبے شامل کئے گئے ہیں" تپوس کوم چہ دا پچاس بلین چرتہ لگیدلے دی؟ مونیہ خو تہول پہ صوبہ کبن گرخو ستاسو بونیہ، دا سوات، دا گلیات، زمونہ دا تہولے سیاحتی علاقے دی، کالام، ناران، کاغان، چرتہ دا منصوبے شوے دی؟ دا بارہ منصوبے نوے کوم خائے دوئی شروع کرے دی او پہ ہغے باندے چہ کوم

دا پنخوس ملین روپی سائلے دی هغه ئے چرتہ لگولے دی؟ آیا د هغے نه چرتہ یوه پیسه هم لگیدلے ده که نه دا فنډ هم چرتہ بل ډ سترکت ته ترانسفر شوے دے؟ دے ډ سترکت ته چرتہ دا چه کوم د زراعت، کوم د سیاحت ډ سترکتس دی هلته خو چرتہ یوه پیسه هم، فرید ناست دے چه دے مونږ ته اوبنائی چه د ده په علاقه کبن د دے پنخوس ملین روپو نه خومره پیسه لگیدلے دی؟ دا سیاحت خو هلته دے، بل خائے خو چرتہ نشته۔ سپیکر صاحب! دا Page-30 باندے "ملاکنډ بهی ترقیاتی منصوبے کے تحت 30 کلومیٹر صوبائی شاہراہ کی تعمیر، 25 کلومیٹر دیہی رسائی شاہراہوں کی تعمیر، 68 کلومیٹر کچی سڑکوں کی تعمیر اور 100 پینے کے پانی کے منصوبے مکمل کئے جائیں گے" ملاکنډ، نو ملاکنډ خو ټول ډ ویژن دے زما خیال نه دے چرتہ د "100 پینے کے منصوبے جو ہیں"، مطلب دا دے چه سل تیوب ویلونه، تپوس کوؤ چه چرتہ لگیدلے دی؟ (تالیاں) زما یقین نه دے چه چرتہ یو تیوب ویل هم لگیدلے وی "بارانی علاقه جات، ترقیاتی منصوبے کے تحت 100 کلومیٹر فیڈر شاہراہوں کی تعمیر، 25 کلومیٹر پختہ سڑک کی تعمیر اور 25 فراہمی آب کے منصوبے مکمل کئے جائیں گے" بارانی علاقه جات چه دی نو هغه دا د کرک علاقه دی، تپوس کوؤ چه خومره کلومیٹرہ سڑک جوړ شو او خومره تیوب ویلونه ورته اولگیدل؟ "علاقہ دیر کے ترقیاتی منصوبے کے تحت 27 کلومیٹر فیڈر شاہراہوں کی تعمیر، 25 کلومیٹر سڑک کی پختگی اور 146 آبپاشی کے نالے تعمیر کئے جائیں گے" کیدے شی چه دا شوے وی ولے چه دا د دوی خپله علاقه ده نو په دیر کبن خامخا شوے وی، بل خائے کبن زما یقین نه دے چه داسے شوے وی۔ "کالا ڈھاکہ ایک نہایت پسماندہ علاقہ تصور کیا جاتا ہے جہاں ماضی میں الیکشن بھی ناممکن تھا۔ حکومت نے خصوصی طور پر اس علاقے کی ترقی اور بہبود کیلئے خصوصی پیکیج وضع کیا، جس کے چیدہ چیدہ اہداف میں چوراسی کلومیٹر سڑک کی پختگی، سات پرائمری سکولوں کی تعمیر اور پچیس گاؤں میں بجلی کی فراہمی" زما دا خیال دے چه خومره چه دا "اڑتالیس کلومیٹر سڑک اور سات پرائمری سکول اور پچیس گاؤں میں بجلی" دا زما یقین دے چه 10% به هم په دے عمل نه وی شوے۔ سپیکر صاحب! دا، ماتہ به لږ، دا هم د دوی د کاغذ نه وایم، د بل خائے نه ئے نه وایم۔ سپیکر صاحب، دا صنعت او

معدنیات، دامعدنیات اور زمونبر صوبہ چہ دہ د خدائے فضل دے تاسوا اور گورئی نن پہ گورگورئی کبئ گیس راؤتلو، تیل راؤتل، زمونبر صوبہ چہ دہ مالامال دہ ددے معد نیاتو نہ، پہ دے خوک بالکل فکر نہ کوی۔ دا زمونبر ماربل چہ دی، زہ دعویٰ سرہ وایم چہ زمونبر د صوبے داسے ماربل دی چہ ہغہ پہ پاکستان کبئ بل خائے نشتہ خو پہ ہغے باندے خوک تکلیف نہ کوی، پیسہ پرے نہ خرچ کوی بلکہ نورو خیزونوباندے ئے لگوی۔ "صنعتی معدنیات کے شعبے میں 136.371 ملین روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اس شعبے میں بنیادی توجہ ہنرمند افراد اور افرادی قوت کی پیداوار پر ہے جو کہ صوبے کی صنعتی ترقی کیلئے ضروری ہے۔ صنعت کے شعبے میں زیادہ تر سرمایہ کاری نجی شعبہ کرے گی۔ معدنیات کے شعبے میں منصوبے کے متاثرہ نجی شعبے کے ذریعے معدنیات دریافت کے لئے اہم مقاصد مندرجہ ذیل ہیں: سات تکنیکی کالجوں کا قیام" تپوس کوؤ چہ دا اوہ تکنیکی کالجونہ چرتہ جوڑ شوی دی چہ دوئی دے د پارہ 163 ملین روپے ساتلی دی؟ دا چرتہ لگیدلی دی اوخومرہ پرسنت لگیدلی دی او تبول چرتہ لگیدلی دی؟ "دو صنعتی اسٹیٹس کا قیام، جلوزئی اور مالاکنڈ، چترال میں قیمتی پتھروں کا سروے کیا جائیگا" چترال والا ناست دی زما رونہ، تپوس کوؤ، زما خیال دے چرتہ ہم خہ سروے مروے نہ دہ شوے، دا خالی کتابونو پورے محدود دی، سپیکر صاحب! دا-----

جناب سپیکر: مختصر کرہ بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: لہر غوندے دا یو دوہ سطور پاتے دی، دا ہم د دوئی الفاظ دی، دخان نہ نہ وایم جی، ہم د دوئی د کاغذونو نہ ئے وایم۔ "خشک سالی کے اثرات سے نمٹنے کیلئے حکومت صوبہ سرحد نے عالمی بینک، ایشیائی ترقیاتی بینک اور وفاقی حکومت سے ملکر صوبے کے 14 خشک سالی سے متاثرہ اضلاع میں تین سالہ منصوبہ شروع کیا ہے، اس منصوبے پر کل لاگت 1804 ملین" دیرے روپے دی جی، "1804 ملین روپے ہیں جس میں غیر ملکی امداد 1370 ملین روپے اور وفاقی حکومت کا حصہ 434 ملین روپے ہیں۔ اس منصوبے کے تحت چار ڈیم بنائے جائیں گے۔ جن کے نام یہ ہیں: ترمیاب ڈیم ضلع ہنگو، شرقی ڈیم ضلع کرک، چنگوز ڈیم ضلع کرک اور کنڈر ڈیم ضلع کوہاٹ، اس کے علاوہ 533 دیگر منصوبوں پر بھی کام شروع ہوگا" تپوس

کوؤ چہ ہغہ 533 منصوبے کوم دی، ہغے باندے کلہ کار شروع شوے دے اودا پیسے چہ راغلی دی، دا چہ کوم مرکزی حکومت دا پیسے خالی Reflect کپی دی کہ ہغہ مرکزی حکومت مونبرہ تہ را کپی ہم دی؟ زما یقین دے چہ مرکزی حکومت بہ مونبرہ تہ را کپی وی خو پہ دے باندے یر کم زما خیال دے Not more than ten percent بہ ہم کار نہ وی شوے۔ سپیکر صاحب! دوئی "اسلامی نظام میں زکوٰۃ کی اہمیت کے پیش نظر حکومت پاکستان نے قانون کے ذریعے ملک میں نظام زکوٰۃ قائم کیا جو ملک سے غربت ختم کرنے میں بہت معاون ثابت ہوا۔ سال 2003/04 کے دوران مرکز سے زکوٰۃ کی مد میں تقریباً گیارہ سو ملین روپے ملیں گے اس میں تقریباً پچیس پرسنٹ گذارہ الاؤنس اور پچاس فیصد مستحق افراد کو کاروبار شروع کرنے کیلئے دیئے جائیں گے۔ جس سے چھ ہزار پانچ سو افراد اپنا کاروبار شروع کریں گے۔ صوبے میں عشر اور زکوٰۃ کے نظام کے بارے میں مکمل سروے کیا جائے گا تاکہ اس نظام کو جلد از جلد وسیع پیمانے پر صوبے پر لاگو کیا جائے" تپوس کوؤ وزیر صاحب نہ چہ دے کبن دا چہ ہزار پانچ سو افراد چہ کوم کاروبار باندے بہ لگی، مونبرہ تہ دلست او بنائی چہ ہغہ چہ ہزار پانچ سو کوم کسان چہ دی ہغوی خیل کاروبار شروع کرے دے۔ زکوٰۃ بارہ کبن خو ہرہ ورخ اخبار و نو کبن راغی چہ واحدیو، خیل وزیر صاحب چہ دے بغیر د خیلو خلقو نہ بل چاتہ زکوٰۃ ہم نہ ورکوی، نو پہ دے زہ لبر تپوس کوم چہ آیا د زکوٰۃ کومے پیسے دی دا خود تہول قوم دی، زمونبرہ ہم خیلے حلقے دی، مونبرہ تہ خوترا و سہ پورے چرتہ دانہ دی وئیلی شوی چہ یرہ جی راشی دا زکوٰۃ، حکومت چہ دے دا زکوٰۃ ویشی، تاسو ہم As a Member پکبن شامل شی۔ زما خیال دے ہلتہ کبن ہیخ چاتہ ہم وینا نہ دہ شوے، نو سپیکر صاحب، دا زکوٰۃ داسے شے دے چہ دا دغریبانانو شے دے۔ دے کبن پکار دی چہ حکومت Personal interest، چیف منسٹر صاحب واخلی او دا چہ کوم خلق پہ دے باندے غلط کارونہ کوی، ہغوی د منع کرے شی۔ سپیکر صاحب! "ایک Legal Carried Endowment Fund فنڈ قائم کیا جائے گا۔ جس کے ذریعے ان لوگوں، بچوں اور خواتین کی امداد کی جائیگی جو معمولی مقدمات میں جیلوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ ان مقدمات کو جلد از جلد نمٹایا جائے اور جیلوں میں قید خواتین جتنے ساتھ بچے بھی ہیں جو ہماری خصوصی توجہ کے

مستحق ہیں، اس فنڈ کیلئے پچاس ملین روپے مختص کیے گئے ہیں" تپوس کوؤ فنانس منسٹر نے چہ دا پچاس ملین روپیہ آیا تاسو مختص کری دی، دے باندے خومرہ قیدیان آزاد شوی دی؟ دے باندے تاسو جیل کبن یا لیگل ایڈوائس کوم کوم خلقوتہ ورکھے شوے دے، چاتہ ورکھے شوے، آیا دا پیسے دے فنڈ کبن راغلی ہم دی اوکھ نہ دی راغلی؟ اوکھ داسے خلقوتہ یو دھوکہ ورکولو دپارہ دوی دے کبن ئے انتہری کرے دہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بشیر بلور صاحب، ڊیر۔۔۔۔۔

جناب بشیر احمد بلور: بس یو منٹ، بس آخری۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ڊیر نہ جی، بس خبرہ بالکل تقریر دغہ، کہ ددے پہ ڄائے باندے دھر ڊیپارٹمنٹ متعلق تا سوالات رالبرلے وے، زما پہ خیال تفصیل۔۔۔۔۔

جناب بشیر احمد بلور: سوالات پہ دے نہ ورکوؤ جی چہ سوالات ورکوؤ نو دھغے جوابات گول مول راشی۔ دا د فنانس منسٹر تقریر دے او جی پکار دا دہ چہ دا خو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہ یرہ پہ اے ڊی پی باندے، یعنی مطلب دا دے۔۔۔۔۔

جناب بشیر احمد بلور: اے ڊی پی او فنانس دواہرہ یوشے دے، د دواہرہ وزیر یو دے، نو پکار دا دہ چہ دے دا ڊی پی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: لہر مختصر کری چہ دا نور مقررین ہم بہ خبرے کوی کنہ۔

جناب بشیر احمد بلور: بس آخری دے جی، "حادثات میں زخمی ہونے والے نادار مریضوں کیلئے مفت فوری امداد کو یقین بنانے کیلئے پچاس ملین روپے مختص کیے گئے ہیں۔ محکمہ صحت تفصیلات کا اعلان بعد میں کریگا" زہ دا تپوس کوم سپیکر صاحب، معافی غواہم ستاسو تائم مو واغستو، خبرے نورے ہم ڊیرے دی خو تاسو دغہ کوئی۔ زہ دا وایم چہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نیمہ گھنٹیہ او شوہ نو۔

جناب بشیر احمد بلور: ہر یو ڄائے کبن پچاس ملین، سا تھ ملین، سو ملین، اٹھارہ سو ملین، دا پچاس ملین تپوس کوؤ چہ کومو نادار غریبانو تہ، چہ د کومو ایکسپنٹ شوی دی

، هغوی ته ملاؤ شوی دی؟ آیا پچاس ملین روپی وے ہم اوکھ نہ وے؟ نو زما صرف دا خواست دے چه مونبر خلق، مونبر خو دنیاوی خلق یو، مونبر غلط کار ہم کوؤ، مونبر دروغ ہم وایوؤ، مونبر غلط ہم کوؤ، مونبر سیاسی خلق یو، سیاسی خبرے کوؤ۔ دا خود اسلام حکومت دے دخیره نو اسلام کبن خوبیا کومه خبره چه کوئی نو په هغے باندے تهیک اودرپرئی، ستیند به اخلئی نو دا دے بجهت کبن اربونه روپی راغلی دی، خو هیخ شه پیسے هم میدان باندے نشته او زمونبر دا توله صوبه چه ده، دا خلق، ایم پی اے صاحبان چه دی دا شکایات کوی چه مونبر ته د اے پی پی هلو پاس کولو ضرورت نشته۔ دا تاسو ته ما مخکبن اووئیل، دومره کتابونه، وزیر اعلیٰ صاحب ناست دے، دوئی خومره خله ممبر پاتے دی، زه دعوی سره وایم چه هغه دومره بندل د کتابونو دوئی به هم نه وی کهلاؤ کرے۔ ما خو کله نه دے کهلاؤ کرے، ربنیتیا خبره ده۔ هغه شوک لوستے شی؟ نو دے دپاره دا خواست کوم چه دا کوم لکھونه روپی په دے باندے ضائع کیڑی۔ دا د کینی، فنانس منسٹر صاحب ډیر پوهه سرے دے، دے له د شه بل شه طریقہ اوباسی چه په هغے باندے دا پیسے هم ضائع نه شی۔ یو نوے طریقہ ہم راوخی، زړے دا طریقے د ختم کرے شی۔ زما به دا خواست وی چه مهربانی اوکری، Annual Development Programme حکومت د کارکردگی یو ډیره اهم حصه وی نوکه دے ADP باندے صحیح عمل درآمد اونه شی او هغے کبن دا چه کوم کتابونه مونبر گورو، دے باندے دا عمل اونه شی نو زما خیال دے د صوبے عوام او بیا دا ایم پی ایز شوک هم په دے د Satisfaction اظهار نه شی کولے اونه Satisfy کیدے شی۔ زه به خواست کوم وزیر اعلیٰ صاحب ته هم او منسٹر صاحب ته هم او ټول ایم ایم اے حکومت ته چه خدائے دپاره، کیدے شی چه خدائے تاسو ته بیا موقع درکری چه اے۔ ډی۔ پی صحیح طریقے سره جوړه کرئ۔ ایم پی ایز Confidence کبن واخلئی، هغے نه پس دا جوړه کرئ۔ ډیره مهربانی، ډیره شکریه۔

جناب سپیکر: جناب عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب سراج الحق (سینئر وزیر خزانہ): مسٹر سپیکر! ایک سوال ویسے ہی رولز کے تحت پوچھتا ہوں کہ کیا کتاب

سے اسمبلی میں تقریر ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر: یہ References ہو سکتے ہیں۔ کتاب سے وہ References دے رہے ہیں۔ یہ References ہیں۔

جناب بشیر احمد بلور: کتاب سے پڑھتا نہیں ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ References ہیں۔

سینئر وزیر خزانہ: جس طرح تلاوت ہو سکتی ہے، تو۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، یہ References ہیں۔

جناب بشیر احمد بلور: میں درخواست کرتا ہوں منسٹر صاحب سے کہ میں خدا کے فضل سے چار دفعہ Continuously اس ہاؤس کا ممبر رہا ہوں اور تین دفعہ وزیر رہا ہوں۔ مجھے قواعد و ضوابط کا اچھی طرح پتہ ہے۔

جناب سپیکر: جناب عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب عبدالماجد: دا ورتہ وزیر اعلیٰ صاحب او وئیل۔

جناب عبدالاکبر خان: تھینک یو، جناب سپیکر۔ میں مشکور ہوں آپ کا کہ آپ نے اس اہم موضوع پر جو کہ ہم نے ایجنڈے میں شامل کیا تھا، اس پر مجھے بولنے کا موقع دیا لیکن جناب سپیکر، میں ایک Protest بھی کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ چونکہ یہ ایک انتہائی اہم موضوع ہے، اس سے تین ڈیپارٹمنٹس وابستہ ہیں، ایک سی اینڈ ڈبلیو جو اسکی Execution کرتا ہے، ایک فنانس جو اسکو فنڈ ریلیز کرتا ہے اور ایک پی اینڈ ڈی جو کہ اسے ڈی پی بنانا ہے لیکن آج ان تینوں ڈیپارٹمنٹس کا کوئی سیکرٹری بھی یہاں آفیسر گیلری میں موجود نہیں ہے۔ یہ انتہائی اہم سیشن ہے اور انتہائی اہم آئٹم ہے جو تین Ministries کے ساتھ Concerned ہے۔ وہ اتنا بھی اسکو ضروری نہیں سمجھتے کہ تینوں میں سے کسی بھی ڈیپارٹمنٹ کا سیکرٹری یہاں پر موجود ہوتا اور As a custodian of the House جناب سپیکر، ہم آپ سے توقع رکھتے ہیں کہ آپ ان لوگوں کی موجودگی اس اسمبلی کے ایسے اجلاسوں میں یقینی بنائیں گے۔

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان صاحب! آپ نے بہت اچھی بات کی اور آپ لوگوں نے کہا تھا کہ چیف منسٹر، فنانس منسٹر اور پی اینڈ ڈی منسٹر، مطلب یہ ہے کہ جن سے متعلق محکمے پہ بحث ہو تو انکا موجود ہونا ضروری ہے۔ میں نے

ہدایت کی ہے اور اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ خواہ نیشنل فنانس کمیشن ہو، خواہ نیٹ ہائیڈل پرافٹ ہو، خواہ اس سے متعلق جتنے بھی، یعنی جس محکمے سے Related منسٹری ہو تو میرے خیال میں وہ موجود تھے جس طرح تعمیر سرحد پروگرام تھا، آج بھی میں ہدایت دیتا ہوں کہ جس محکمے پر ڈسکشن ہو رہی ہو تو اس کے ایڈمنسٹریٹو سیکرٹری کو یہاں گیلری میں موجود ہونا چاہیے۔

جناب عبدالاکبر خان: تھینک یو، جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! ہم ایک بات کی اور بھی وضاحت کریں گے کہ ہم وزیر خزانہ صاحب سے یا وزیر پی اینڈ ڈی سے سیاسی Speech سننا نہیں چاہیں گے۔ ہم ان سے Facts and figures کی Speech سننا چاہیں گے اور انکی خدمت میں کچھ سوالات پیش کرتے ہیں کہ وہ یہ سوالات اپنے ساتھ لکھ لیں تاکہ جو اے ڈی پی ہے، کتنی سکیمیں اور کون کونسی سکیمیں اب تک اس اے ڈی پی سے ڈراپ ہوئی ہیں؟ کن کن سکیموں پر ابھی تک کام شروع نہیں ہوا؟ کن کن سکیموں کو Re-appropriate کر کے اسے فنڈ کسی اور سکیم کیلئے دیا گیا اور کس سکیم کو جتنی Allocation اے ڈی پی میں ہوئی تھی، اس Allocation سے زیادہ ملا ہے یا کس کو اس Allocation سے کم ملا ہے؟ ایک اہم بات جناب سپیکر، جو ہم اس اسمبلی میں بار بار کرتے ہیں، وہ صوبے کے حقوق کی بات کرتے ہیں۔ اس طرح اے ڈی پی بھی بنائی جاتی ہے تو اس میں ڈسٹرکٹس کی پاپولیشن کو Consider کر کے اس حساب سے اسکو Sector-wise allocation بجاتی ہے، تو ہمیں وزیر صاحب یہ بھی ارشاد فرمائیں گے جب وہ جواب دیں گے۔ اس لئے میں نے کہا کہ سیکرٹری کا ہونا یہاں پر ضروری تھا کہ کسی ڈسٹرکٹ کو جتنا فنڈ اے ڈی پی میں ملا، ابھی تک اسکو کتنا فنڈ ملا ہے؟ جناب سپیکر! یہ تو Basic questions تھے، اب میں اس اے ڈی پی پر کچھ باتیں آپکی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! یہ اے ڈی پی اب ہر ایک ایم پی اے کے لئے انتہائی اہم اور ضروری ہو گئی ہے، خاص کر 1985 کے نان پارٹی الیکشن کے بعد، اس سے پہلے جو الیکشن ہوا کرتے تھے، وہ Hundred percent Manifesto پر ہوا کرتے تھے لیکن 1985 کے نان پارٹی الیکشن کے بعد جب Perception لوگوں کا بالکل Change ہو گیا، اب لوگ Manifesto کے ساتھ ساتھ اپنے حلقے کے ترقیاتی کاموں کیلئے بھی ایم پی اے سے توقع رکھتے ہیں۔ ہمیں بار بار کہا جاتا ہے کہ آپ کا ترقیاتی کام نہیں ہے لیکن ایک Perception بنی ہوئی ہے کہ جو ممبر ترقیاتی کام نہیں کرے گا،

لوگ اس کو آئندہ الیکشن میں ووٹ نہیں دیں گے۔ ایک دفعہ تو آپ کسی طریقے سے بھی الیکشن جیت سکتے ہیں لیکن جب دوبارہ عوام کے پاس جائینگے تو وہ آپ سے پوچھیں گے کہ آپ نے انکے علاقے کیلئے کیا کیا ہے؟ اور جب بجٹ پیش ہوتا ہے جناب سپیکر، تو آپ دیکھیں کہ ممبران صاحبان، ہر کسی نے کہا ہے کہ ان کتابوں کی طرف توجہ نہیں دیتے، وہ اے ڈی پی میں اپنے حلقے کی سکیموں کی طرف دیکھتے ہیں کہ اسکے حلقے کی کون کون سی سکیمیں اس اے ڈی پی میں شامل ہیں اور جناب سپیکر، جب بجٹ اجلاس ختم ہوتا ہے تو وہی ممبر ز پھر اپنے حلقوں میں جا کر لوگوں کے سامنے اعلانات کرتے ہیں۔ کچھ وعدے انہوں نے الیکشن سے پہلے کئے ہوتے ہیں، کچھ وعدے جب ان کی سکیمیں اس بجٹ میں، اے ڈی پی Reflect ہوتی ہیں تو وہ وہاں پر اعلانات کرتے ہیں کہ یہ سکیم آپکے لئے منظور ہوتی ہے، دو تین مہینے تک لوگ انتظار کرتے ہیں جناب سپیکر، لیکن جب دو تین مہینے تک ان سکیموں پر کام شروع نہیں ہوتا تو لوگ اس ممبر سے پوچھنے لگتے ہیں اور جب چھ مہینوں تک کام نہیں ہوتا تو جناب سپیکر، پھر وہ ممبر ز اپنے ان لوگوں کے پاس جانے سے کترانے لگتے ہیں۔ پھر وہ اس گاؤں میں نہیں جاتے جس گاؤں میں انہوں نے سڑک کا اعلان کیا ہو۔ اس گاؤں میں وہ نہیں جاتے جہاں پر انہوں نے پل کا اعلان کیا ہو اور Politics میں یہ Alienation جو اپنے ووٹرز سے ہے، یہ اس دنیا کا سب سے خطرناک وقت ہوتا ہے کہ جب آپ اپنے ووٹرز سے کٹ جاتے ہیں۔ اس لئے نہیں جاسکتے کہ آپ نے تو وعدہ کیا ہوتا ہے اور وہاں کام شروع نہیں ہوتا اب جناب سپیکر، ہم پوچھتے ہیں کہ یہ کیوں؟ ایک اس کا میں جواب دوں گا جناب سپیکر، دوسرا جی، اے ڈی پی ایک Indicator ہوتی ہے ایک صوبے کی ڈیولپمنٹ کی، اگر میں سٹیٹ کو یا صوبے کو ٹیکس دیتا ہوں، اگر یہ میری ڈیوٹی ہے کہ میں ٹیکس دوں تو یہ میرا Right بنتا ہے کہ وہ ٹیکس کی آمدن مجھ پر خرچ ہو۔ اگر سٹیٹ کا یہ Right ہے کہ وہ مجھ پر ٹیکس لگائے تو یہ اسکی ڈیوٹی بھی ہے کہ وہ ٹیکس کے حاصلات مجھ پر لگائے، وہ رقم میری بہبود کیلئے استعمال کرے۔ جناب سپیکر! اس لئے وقت کے ساتھ ساتھ اے ڈی پی کا سائز بڑھتا جاتا ہے کیونکہ آپ جب ٹیکس لگاتے ہیں اور اس سے جو پیسہ آتا ہے، وہ انہی لوگوں پہ استعمال کیا جاتا ہے۔ تو آپ کی اے ڈی پی کا سائز بڑھتا ہے اور اے ڈی پی نہ صرف ڈائریکٹ ریکروٹمنٹ کرتی ہے، Appointments دیتی ہے کہ اگر آپ سکول بناتے ہیں، کالج بناتے ہیں، ہسپتال بناتے ہیں تو ان میں ڈائریکٹ ریکروٹمنٹس ہوتی ہیں لیکن 99% تو یہ Indirect آپکو Job provide کرتی ہے وہ لوگ

جو اس عمل میں شامل ہوتے ہیں، وہ مزدور معمار اور ترکھان وغیرہ ان سب کو Jobs ملتی ہیں تو ہر ایک Indicator ہے کہ آپ کی اے ڈی پی کا سائز کتنا بڑھ رہا ہے۔ اگر آپ کی اے ڈی پی کا سائز نہیں بڑھ رہا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پیچھے جا رہے ہیں تو پھر جب آپ ٹیکس لے رہے ہیں اور آپ کی اے ڈی پی کا سائز گھٹتا جا رہا ہے تو پھر آپ وہ ٹیکس کہاں استعمال کرتے ہیں؟ تو یہ بھی ہم بعد میں جناب سپیکر، جناب سپیکر! یہاں پر زیادہ تر ممبران کے ذہنوں میں یہ شکوک و شبہات ہیں کہ انکے حلقوں میں کام شروع نہیں ہوا یا جو سکیمیں منظور ہوئی ہیں، ان پر کام شروع نہیں ہو رہا اور ایک Perception create ہو رہا ہے، May be وہ غلط ہو، May be صحیح نہ ہو لیکن ایک Perception ہے یہ BBD ہے، BBD، یعنی بنوں، بوئیر، دیر (تالیاں) میں نے کہا کہ ہو سکتا ہے یہ Perception غلط ہو۔ میں یہ کہہ رہا ہوں جناب سپیکر کہ جب میری سکیم اے ڈی پی میں آئی، اس ہاؤس نے پاس کی، آٹھ مہینے گزر گئے ہیں لیکن اس پر ابھی تک کام شروع نہیں ہوا تو میرے ذہن میں تو Naturally یہ بات آتی ہوگی کہ بھئی وہ کہاں گیا؟ اس لئے میں کہتا ہوں کہ ایک Perception، ایک Thriller، ایک خیال یہاں ان ممبران کے ذہنوں میں ہے اور جناب سپیکر، ہم چاہتے ہیں کہ وزیر صاحب اس کا بھرپور جواب دیں تاکہ یہ جو May be wrong perception ہو، غلط ہو، وہ انکے ذہنوں سے نکل جائے۔ اس لئے میں نے یہ question جناب سپیکر، کئے ہیں۔ جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب یہاں بیٹھے ہیں، یہ On record ہے، تین چار Speeches ان کی میں نے پڑھی ہیں۔ اخباروں میں آیا ہے، انہوں نے خود کہا ہے کہ فنڈز ریلیز ہوئے ہیں۔ فنڈز ریلیز ہوئے ہیں اور میدان میں کام نہیں ہو رہا۔ فنڈز دیے گئے ہیں اور کام شروع نہیں ہوتا تو جناب سپیکر، یہ تو Executing Department کا کام ہے۔ جس کے منسٹر وزیر اعلیٰ صاحب خود ہیں، سی اینڈ ڈیپارٹمنٹ اس کا Executing department ہے۔۔۔ (قطع کلامی)

جناب سپیکر: جی، Continue کریں۔۔۔ (تہمتے)

جناب عبدالاکبر خان: نہیں، اگر بریک کرنا چاہتے ہیں تو الگ بات ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ کے Colleagues ہیں، میں اس میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

جناب عبدالاکبر خان: چیف منسٹر صاحب، یہ ریکارڈ پر ہے کہ کام شروع نہیں ہو رہے، فنڈز آپ نے ریلیز کئے ہوئے ہیں، پیسے پہنچ چکے ہیں لیکن کام نہیں ہو رہے تو سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے کہ وہ کیوں Execution اسکی نہیں کر رہے؟ اور یہ تو اس ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے، 100% اے ڈی پی کی Execution یہ ڈیپارٹمنٹ کرتا ہے۔ جناب سپیکر! Why it delays? یہ Dropped سکیمیں یہ Delayed سکیمیں، تو یہ Delay کیوں ہے؟ جناب سپیکر، اس سے پہلے شاہ راز صاحب نے ڈسٹرکٹ ڈیپارٹمنٹ ایڈوائزری کمیٹی پر تفصیل سے بات کی، میں اس میں نہیں جانا چاہتا لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ایک فورم تھا کہ جس میں ڈیپارٹمنٹ کو وہ کہہ سکتے تھے کہ آپ کیوں Expedite نہیں کر رہے؟ ان سے Progress پوچھی جاسکتی تھی۔ ہر ایک ڈسٹرکٹ میں ہر ایک ایم پی اے ان سے Progress پوچھ سکتا تھا۔ اب جناب سپیکر ایک تو پرابلم یہ ہو گئی کہ سی اینڈ ڈبلیو ڈسٹرکٹ لیول پر ڈسٹرکٹ کیڈر میں Districts devolve ہو گئے، ناظم کے Under ہیں، پروانشل گورنمنٹ صرف ٹرانسفر کر سکتے ہے لیکن وہ آپ کے Under نہیں ہے اور دوسرا آپ نے DDAC۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر صاحب! I would request the Leader of the Opposition that he should know the etiquette of the House۔۔۔۔۔
 جناب سپیکر: پارلیمنٹری لیڈر، لیڈر آف دی اپوزیشن تو نہیں ہیں۔ Parliamentary leaders of the parties۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: میں سمجھتا ہوں کہ اس Delay میں اور اسی Drop میں ہو سکتا ہے فنانس ڈیپارٹمنٹ کا بھی قصور ہو۔ ہو سکتا ہے سی اینڈ ڈبلیو کا بھی قصور ہو۔ ہو سکتا ہے پی اینڈ ڈی کا بھی قصور ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ The most Important جو Behind the curtain ہے، جو پردے کے پیچھے چھپا ہوا ہے، جو نظر نہیں آ رہا کوئی فنانس کو گالیاں دیتا ہے، کوئی پی اینڈ ڈی کو دیتا ہے۔ The most important of all the evils is the Finance Department، ان سب کا ذمہ دار فنانس ڈیپارٹمنٹ ہے، ان سب لوگوں کے ذہنوں میں

شکوہ و شبہات اسی ڈیپارٹمنٹ نے ڈالے ہیں۔ کیوں جناب سپیکر؟ آپ پوچھیں گے کہ کیوں؟ اس لئے جناب سپیکر، کہ بجٹ بنتا ہے تو Revenue expenditure کو الگ کر کے Developmental expenditure کیلئے جتنا پیسہ رہ جاتا ہے، فنانس ڈیپارٹمنٹ Indicate کرتا ہے پی اینڈ ڈی کو کہ آپ اتنے پیسوں کی سکیمیں بنائیں، آپ اتنے پیسوں کی سکیمیں اے ڈی پی میں ڈال دیں، اس کی اے ڈی پی آپ بنادیں۔ پی اینڈ ڈیپارٹمنٹ کا کام ہی یہ ہے اور وہ انہی پیسوں کی سکیمیں اے ڈی پی کی کتاب میں ڈال دیتا ہے اور پھر ہر ممبر اس کتاب کو دیکھتا ہے لیکن جناب سپیکر، میں پوچھنا چاہتا ہوں فنانس منسٹر سے کہ Where are 14.69 Billion? کیا آپ کے پاس یہ جھوٹ اور غلط نہیں؟ آپ کے پاس 14.69 بلین کہاں ہیں؟ آپ نے جھوٹ کی اے ڈی پی کیوں بنائی؟ آخر یہ ہوا کہ جب آپ کے پاس پیسے نہیں ہیں، لیکن سکیم تو Drop ہونی ہے۔ Naturally سکیم تو سٹارٹ نہیں ہونی۔ جب آپ کے پاس پیسے نہیں ہیں تو آپ کیوں کر رہے ہیں اس صوبے کے ساتھ یہ ظلم؟ آپ کیوں اس Status Quo کے پیچھے لگے ہوئے ہیں؟ جناب سپیکر! یہ جب سٹارٹ ہوا تھا 91-1990 میں تو اسکے لئے، چیف منسٹر صاحب بیٹھے ہیں، ایک Provincial initiative programme تھا، ایک الگ کتابچہ ہوتا تھا، آپ کا جو فنڈ ڈ تھا، وہ ہوتا تھا اور جو اس طرح Exaggerated Amount ہوتا تھا، جو آپ Reflect تو کرتے تھے لیکن ملتا نہیں تھا، آپ اس کو Provincial initiative programme میں ڈال دیتے تھے تو ممبرز اس کو دیکھتے بھی نہیں تھے۔ انکو پتہ تھا کہ اس میں تو ہماری کوئی سکیم نہیں ہے۔ وہ تو صرف جو Amount آپ زیادہ Show کر رہے ہیں، اسکو کرنے کیلئے ہوتا تھا۔ اب گذشتہ اس ملٹری گورنمنٹ میں فنانس ڈیپارٹمنٹ نے ان سب کو ایک کیا، ان سب کو ایک کیا اور خطرہ اسی سے شروع ہوا، اسی سے خرابی شروع ہوئی کہ جب آپ نے اسکو بھی اے ڈی پی کا حصہ بنایا تو Naturally اس کے Against تو آپ نے سکیمیں دینی تھیں اور پیسہ تو تھا نہیں، پیسہ تو ہے نہیں، پیسہ تو آپ کو مل بھی نہیں رہا تو آپ جب اے ڈی پی میں لائیں گے اور پھر ممبرز دیکھیں گے اور کل وہ Drop ہوتی ہیں تو حکومت پر وہ نزلہ گراتے ہیں کہ آپ نے یہ کیا، شاید وہ ٹھیک نہ ہو، شاید وہ ٹھیک ہو لیکن کیوں Wrong projection آپ کرتے ہیں؟ اور جناب سپیکر، فنانس والوں کے دماغ سے یہ کیڑا کب نکلے گا؟ کیوں یہ اس طرح کر رہے ہیں؟ میں بتا دوں جناب سپیکر، کہ اسکا اثر کیا ہو رہا ہے؟ ایک طرف ہم کہتے ہیں کہ ہمارا صوبہ پاکستان میں

سب سے زیادہ غریب صوبہ ہے، ٹھیک ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ سیٹھ بینک کی بھی رپورٹ ہے، یہ سب کی رپورٹ ہے کہ صوبہ سرحد پاکستان کا سب سے غریب صوبہ ہے۔ آپ دیکھئے جی، پنجاب آپ سے چار گنا بڑا ہے۔ یعنی انکی 57% پاپولیشن ہے اور آپکی 13.8% ہے تو چار گنا ہو گئے، یعنی آپ 25% ہیں پنجاب کے اور آپ کو پتہ ہے کہ انکی اے ڈی پی کتنی ہے سر؟ انکی اے ڈی پی 20 بلین کی ہے اور اس حساب سے اگر آپ پنجاب کے Equal وہ کریں تو آپ کی اے ڈی پی 5 بلین کی ہونی چاہیے سراج صاحب! یہ بڑا اہم پوائنٹ ہے۔ ہاں، جب آپ پنجاب کے وزیر خزانہ کے سامنے آتے ہیں اور جب آپ کہتے ہیں کہ ہم غریب ہیں اور وہ آپ کو کہتا ہے کہ آپکی اے ڈی پی تو 14.5 بلین کی ہے، میری تو 20 بلین کی ہے۔ آپ کے حساب سے تو میری بھی اے ڈی پی 58 کی بجائے 20 بلین ہے تو غریب کون ہے؟ غریب تو پنجاب ہو گیا، یعنی آپ کے حساب سے جب آپ ساڑھے چودہ ارب روپے کی اے ڈی پی بناتے ہیں اور پنجاب اس حساب سے جب کہ وہ چار گنا آپ سے بڑا ہے تو اسکی اے ڈی پی 58 بلین کی ہونی چاہیے۔ اگر آپ کے برابر بھی ہو تو 58 بلین کی ہونی چاہیے۔ آپ کہتے ہیں کہ میرا صوبہ غریب ہے اور پھر آپ اے ڈی پی بناتے ہیں اس سے تین گنا۔ جب انکے بیس ارب ہیں اور ان کے 58 بلین تو آپ اس حساب سے بناتے ہیں۔ جناب سپیکر! پھر آپ کیسے اپنے کیس کو مضبوط کر سکتے ہیں؟ یا تو آپ اسکے سامنے کہیں گے کہ میں نے جھوٹ بولا ہے یا تو پھر آپ نے یہ کہنا ہو گا کہ میں نے یہ Reflection غلط کی ہے، یہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور اگر آپ نے صحیح بولا ہے تو پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ میں غریب ہوں؟ پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں آپ تو اس سے تین گنا مالدار ہیں؟ جب آپ تین گنا مالدار ہیں تو آپ Subvention کی بات کیوں کرتے ہیں؟ جب آپ تین گنا مالدار ہیں تو آپ سپیشل گرانٹ کی کیوں بات کرتے ہیں؟ جب آپ تین گنا مالدار ہیں تو ان سے آپ خیرات کیوں مانگتے ہیں؟ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں Realistic ہونا چاہیے، اس Status quo کو Change کرنا چاہیے، آپ کو لوگوں نے ووٹ دیا ہے Change کیلئے۔ Status quo کو اگر ووٹ دینا تھا تو پھر آپکو کیوں دیا؟ آپکو ووٹ اس لئے دیا کہ انکے ذہن میں یہ تھا کہ کوئی Change لائینگے۔

جناب فرید خان: پوائنٹ آف آرڈر جی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: خہ پوائنٹ آف آرڈر؟ خہ د قاعدے غلطی اوشولہ، خہ چل اوشو؟

جناب فرید خان: جی، جی۔

جناب سپیکر: خہ، Quote کپہ کنہ۔

جناب فرید خان: زہ جی دا quote کوم جی، چہ صوبائی حکومت چہ کلہ ہم د وفاق سرہ، اول خو پنجاب سرہ خبرہ نہ کوی، وفاق سرہ خبرہ کوی، مونبرہ بھیک نہ غوارو، مونبرہ خیل حق غوارو خیل حق دپارہ خبرہ کوؤ، خیرات نہ غوارو۔ دا الفاظ د واپس کپہ شی۔

جناب سپیکر: تھیک شوہ۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ جب آپ وہاں کہتے ہیں کہ آپ مجھے اپنی پابولیشن کے Share کے علاوہ Subvention دیں، تو Subvention کیا ہے؟ آپ غربت اور پسماندگی کی بنیاد پر Extra مانگ رہے ہیں، ممبر صاحب کو یہ پتہ نہیں ہے جب آپ Subvention مانگتے ہیں تو آپ غربت اور پسماندگی کی بنیاد پر اپنی پابولیشن کے Share سے Extra مانگ رہے ہیں۔ کس سے مانگ رہے ہیں؟ آپ مانگتے صرف اس لئے ہیں کہ ہم غریب ہیں۔ آپ مانگتے اس لئے زیادہ ہیں کہ ہم پسماندہ ہیں۔ یہ آپ نے ایڈمٹ کیا ہے جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں Realistic ہونا چاہیے، جو وسائل ہمارے پاس ہیں، جتنی اے۔ ڈی۔ پی ہماری ہے تو ہمیں اس پر اپنی اے۔ ڈی۔ پی بنانی چاہیے اور انکے دماغ میں جو کیڑا ہے، یہ کیڑا خد اکیلے نکالیں۔ یہ Status quo ختم کریں جناب سپیکر، کیوں جی؟

جناب سپیکر: تقریر مختصر کرنی چاہیے۔ بیس منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب عبدالاکبر خان: کس کے جی! وہ تو آپ نے بشیر خان کے ٹائم۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، بیس منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میں نے ایک پوائنٹ Raise کیا تھا کہ یہ ایک Indicator ہوتا ہے۔

ڈیولپمنٹ کا آپ یہ دیکھئے 1972-73 سے لیکر 1982-83 تک، 1972-73 میں اس صوبے کی اے ڈی پی

21 کروڑ روپے کی تھی۔

جناب سپیکر: اکیس۔

جناب عبدالاکبر خان: اکیس کروڑ کی اور 1982-83 میں یہ 122 کروڑ ہو گئی۔ یہ 600% Increase ہے، Ten year میں تو 60% per year increase آئے یعنی ہر سال کی اے ڈی پی پچھلے سال کے مقابلے میں 60 فیصد کے حساب سے بڑھتی گئی دس سالوں میں۔ پھر جی 1982-83 میں 122 کروڑ تھی اور 1992-93 میں یہ 657 کروڑ ہو گئی 550% Increase ہے year with-in Ten اس کا مطلب ہے کہ In 55% one year increase ہوئی، 55% per year increase تو لوگ آگے جاتے ہیں ہم پیچھے آجاتے ہیں۔ ٹھیک ہے، پھر آپ دیکھئے جی، 1992-93 میں 657 بلین تھی اور 2002-03 ان دس سالوں کے بعد یہ اے ڈی پی 1127 کروڑ کی ہو گئی۔ یہ Increase کتنی ہوئی؟ یہ صرف 100% یعنی Ten percent per year 1971 میں تو 60% کے حساب سے آپکی اے ڈی پی کا حجم سال بہ سال بڑھتا جا رہا تھا جبکہ آپکی پاپولیشن اتنی بھی نہیں تھی، آج آپکی پاپولیشن چھوڑیں گے جی، لوگ آگے جا رہے ہیں اور آپکی اے ڈی پی per year growth 50/60% کی بجائے 10% growth پر آگئی ہے۔ یہ بھی میں Actual کی بات نہیں کر رہا، ہو سکتا ہے کہ Actual اس سے کم ہو لیکن اگر ہم Reflected بھی لے لیں جو Projected ہے بجٹ میں، اس کو بھی لے لیں تو یہ آپکا دس پرسنٹ بنتا ہے تو ہم کہاں جا رہے ہیں جناب سپیکر؟ اس لئے جناب، کہ مہنگائی ایک طرف بڑھتی جا رہی ہے، ہم پیچھے ٹیکس دیتے ہیں، مہنگائی قبول کرتے ہیں لیکن ٹیکس ہم اس لئے دیتے ہیں کہ وہ ٹیکس ہم پر لگیں گے جناب سپیکر! یہ کیا بات ہوئی کہ آپ ان ٹیکسوں سے تو ڈالر خریدیں، میں یہ بات، یہ انتہائی اہم بات ہے جناب سپیکر، میں آپکی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپکی Trade deficit one billion dollar ہے، یعنی آپ کیا ایکسپورٹ امپورٹ سے کم ہے تو آپ کے پاس بارہ بلین ڈالر فارن ایکسچینج ریزرو کہاں سے آئے جبکہ آپکا Trade deficit ایک بلین ہے؟ آپکی جو ایکسپورٹ ہے وہ امپورٹ کے مقابلے میں کم ہے۔ تو پھر بارہ ارب ڈالر آپ کے پاس کیوں ہیں؟ اس لئے تو شوکت عزیز کو رکھا ہوا ہے کہ ان لوگوں پر ٹیکس لگاؤ۔ اس ٹیکس سے پیسہ آئیگا تو ان لوگوں پر لگانے کی بجائے اس سے مارکیٹ میں ڈالر خریدو جو Remittance آرہی ہیں جناب سپیکر، باہر سے کہتے ہیں کہ چار بلین ڈالر کی Remittance آرہی ہے، چار بلین

ڈالر سے 240 بلین روپے ہو گئے یہ کہاں سے طے ہو رہا ہے۔ ڈالر تو آکر بینک میں ڈال رہے ہیں لیکن انکے بدلے میں جو پیسہ دے رہے ہیں، ان لوگوں کو جو آپ کو ڈالر باہر سے بھیج رہے ہیں، وہ پیسہ کہاں سے دے رہے ہیں؟ وہ پیسہ آپ لوگوں پر لگائے ہوئے ٹیکس سے دے رہے ہیں۔ جناب سپیکر، اور فنانس منسٹری، پانچ مہینے تک وہ فنانس منسٹری میں کسی فنانس منسٹر کو نہیں لے رہے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ، نہیں منسٹر کا ہے۔ میں ٹیکس دیتا ہوں تو میرا یہ حق ہے کہ وہ ٹیکس مجھ پر لگے اور اگر آپ میرے اس حق سے ڈالر خرید کر ڈالر کو یورو کے مقابلے میں Strength کرنا چاہتے ہیں، اگر آپ بارہ بلین ڈالر، ایک طرف آپ ری شیڈولنگ Loan کی کرتے ہیں، اس پر آپ انٹرسٹ دیتے ہیں۔ دوسری طرف بارہ بلین ڈالر آپ نے مفت امریکن بینک میں رکھے ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر! ہم غریب ہوتے جائینگے جب وہ پیسہ ہم پر نہیں لگے گا۔ لائیں وہ بارہ بلین ڈالر، 720 بلین روپے ہوں گے جناب سپیکر، لاؤ وہ 720 بلین روپے جو آپ نے عوام سے ٹیکسوں میں لئے ہیں اور لگائیں ان پر، پھر میں دیکھتا ہوں کہ ہم کیسے غریب رہتے ہیں، پھر میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے روڈز کیسے کچے ہوتے ہیں، پھر میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے لوگ کنٹریکٹ پر کیسے بھرتی کرتے ہیں۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ ہمیں روزگار کیوں نہیں ملتا۔ ہماری اے ڈی پی کاسٹرز کیوں نہیں بڑھتا؟ لیکن جناب سپیکر، نہیں دیں گے۔ جناب سپیکر! تھینک یو جی۔

جناب سپیکر: سکندر شیر پاؤ صاحب۔

سینئر وزیر (خزانہ): جناب سپیکر صاحب! میں عبدالاکبر خان صاحب کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ انشاء اللہ میں نے انکے Notes لئے ہیں، میں جی جواب دوں گا، ان سے پھر ملوں گا اور میں آپ سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ ان کو پورا ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، صحیح بات ہے، ٹائم دے رہے ہیں۔

سینئر وزیر (خزانہ): گھنٹہ لینا چاہیں، دو گھنٹے لینا چاہیں۔ میں Notes لے رہا ہوں اور مجھے کوئی جلدی بھی نہیں ہے اور ان کو بھی نہیں ہونی چاہیے۔۔۔

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر صاحب! معافی غوارم کہ ماتہ یو سیکنڈ راکری۔ ما نن تقریر کولو نو یو مولانا عبدالرحمان صاحب دے، ہغوی ماتہ دا لیکلی دی کہ آپ کے

حلقے میں کروڑوں روپے کا اسمبلی ہال بن رہا ہے۔ اسمبلی ہال بن رہا ہے لیکن یہ میرے حلقے میں نہیں بن رہا ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: داد تولاے صوبے پراپرتی دہ۔

جناب بشیر احمد بلور: زما حلقہ کبں ہم نہ دے۔ زما حلقہ بل خائے دہ۔ زما حلقہ کبں نہ دے، وینا ورتہ کول غواپری چہ دا ہر چاچہ لیکلی دی، دائے ناجائزہ لیکلی دی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: سکندر شیر پاؤ صاحب۔

جناب سکندر حیات خان: ڀیره مہربانی، جناب سپیکر صاحب! زمانہ مخکین عبدالاکبر خان لیڈر آف دی اپوزیشن، بشیر خان، انور کمال خان تولو پروں پہ دے اہم موضوع باندے خبرے اوکریے جی او دا واقعی Annual Development Programme چہ دے، دایو ڀیره اہم موضوع دہ۔ څنگہ چہ بشیر خان خیل تقریر کبں او وئیل چہ دا د صوبے د ترقی یو بنیاد دے چہ ہغہ زمونبر ایردو، نن چہ زہ دلته دے ہاؤس تہ گورم جی، دایوشے راتہ ذہن تہ راخی چہ چیف منسٹر ہم ناست دے او فنانس منسٹر صاحب ناست دے خونور تولا وزیران صاحبان غائب دی۔ آیا پہ دے ADP ہغوی ہم خفہ دی چہ نن ئے بائیکات کرے دے د دے اجلاس نہ، کہ څنگہ چل دے؟ جناب سپیکر، بجت وخت (تالیاں) کبں ہم مونبرہ پہ ADP باندے بحث کرے وو، ماپرے تقریر کرے وو جی، او ہغہ تائم کبں ہم مافنانس منسٹر صاحب تہ دا وئیلی وو چہ دا Over ambitious یو ADP دوئی جوہرہ کرے دہ او دا بہ دوئی چرے ہم Complete کولے نہ شی۔ دوئی ہسے کتابونو کبں Reflection کرے دے او پہ دے باندے عمل نہ کیڑی۔ نن جناب سپیکر صاحب، کہ تاسو، څنگہ عبدالاکبر خان دے ADP دے Fourteen Billion طرف تہ اشارہ اوکرہ او د پنجاب Twenty Billion تہ، د ہغے Comparison سندھ سرہ ہم اوکرئی خو زمونبرہ اے دی پی Fourteen Billion دہ۔ سندھ اے دی پی Thirteen Billion جوہرہ کرے دہ نوہغہ وخت مطلب، مونبرہ ورتہ

Over ambition وئیلی وو او نن ثابت کیپری۔ ہغہ باندے چہ دوئی نن این ایف سی باندے دغہ کوی نو سندھ بہ ورتہ وائی چہ جی مونبرہ خوشتا سونہ کم اے ڈی پی جوہرہ کرے دہ۔ پکار دہ چہ مونبرہ تہ بیا Subvention ملاؤشی نو دوئی ہغے وخت کبں پہ دے خیزونو باندے سوچ نہ وو کرے۔ جناب سپیکر، توپل 980 نیو سکیمز دوئی دغہ کرے وو او 345 on going schemes دغہ کرے وو جی۔ جناب سپیکر، دوئی دے تہ مجبورہ شوی دی چہ ہغے کبں کم از کم 800 سکیمونہ چہ دی، ہغہ ڈراپ شوی دی۔ یو نوے اصطلاح راوتلے دہ چہ دوئی Different کیٹگریز جوہرہ کرے دی، Priority levels ٹے جوہرہ کرے دی۔ عبدالاکبر خان فنانس منسٹر صاحب نہ یو شو سوالونہ او کرل نوزہ بہ ورسرہ پکبں ہم Add کریم چہ مونبرہ تہ دہریو سکیم Priority level او بنائی۔ ہریو سکیم پہ اے ڈی پی چہ شامل کرے دے چہ کوم پہ Priority No.1 باندے دی او کوم پہ Priority No.2 باندے دی او کوم پہ Priority No.3 دی او کوم پہ Priority No.4 باندے دی؟ دغے سرہ بہ ڈیر خیزونہ واضح شی او ڈیرے خبرے بہ مخامخ راشی۔ نن جناب سپیکر، پہ Budget speech کبں مونبرہ دوئی تہ وئیلی وو۔ چہ SAC-2 کبں بہ دوئی تہ پیسے نہ ملاویری۔ ننه پورے SAC-2 second tranch دوئی تہ نہ دے ملاؤ شوے، دغے سرہ دوئی ہسے یو Reflection دہغے کرے وو۔ مونبرہ د دے 1325 دا توپل سکیمز چہ دی، کہ د دے Throw forward liability او گورو جناب سپیکر، دا Seventy six billion جوہرہ پری یعنی چہ مونبرہ کم از کم راروان اتہ کالہ نوے سکیم ورنہ کرو نو چرتہ دا اے ڈی پی بہ مونبرہ Complete کرو نو دے باندے مونبرہ تہ پخپلہ سوچ پکار دے چہ آیا دا صحیح Planning دے کہ دا Miss Planning دے؟ پہ دے باندے غور کول پکار دی۔ زما نورو رونرو دیکخوا اشارہ کرے دہ جناب سپیکر، چہ زیات فنڈز چہ دی، ہغہ دوہ ضلعو طرف تہ تلی دی۔ دوئی کہ ڈیر دہغے انکار کوی نو دہغے مونبرہ سرہ Proof ہم شتہ دے او زہ ڈیرزر پہ White paper کبں بہ ورتہ بنایم او دلتنہ کبں زما سرہ Calculation ٹول موجود ہم شتہ دے دہریو۔ سوائے د Special programme نہ چہ کوم دوئی تراوسہ پورے ساتلے دی، دہغے نہ علاوہ چہ نور کوم دغہ دے پہ ہغے کبں ہم دبنوں او ڈیر نمبر ٹولو نہ Top باندے دے جی، نو د دغے نہ دا ثابتیری چہ نور ٹول دغہ ٹے پریبنودی دی۔ نن ما سرہ دلتنہ کبں د PFC دا کاپی ہم

پراتہ دہ۔ جناب سپیکر، کہ د دے تہہ تہہ ہم تاسوا وگورئ نو د نورو ضلعو حق زیات کیری۔ دوی چہ دستخط پہ کوم شی باندے کرے دے، ہغے کبن د پیسنور تقریباً 9% دے، نن پیسنور تہ ہغہ اہمیت نہ دے ملاؤ شوے۔ First No ranking باندے راخی۔ پیسنور، نن پیسنور چہ دے ہغہ خلورم پنخم نمبر تہ دوی راوستے دے۔ داسے نور ضلعو سرہ ہم زیاتے شوے دے۔ مولانا مجاہد صاحب خودیر شور کوی، پکار دہ چہ پہ دے خیز باندے غور او کری نوشہرہ پہ Twenty four باندے دے۔ پکار دا دہ چہ پہ دے خیز باندے اوچت شی او د خیل حکومت نہ د تپوس او کری نورو نہ تپوس کول ہغوی تہ یردغہ وی چہ ولے نوبنار پہ Twenty four نمبر باندے ئے ساتلے دے؟ بل جناب سپیکر، یو یر بل شان، عجیبہ یو Trend چہ دے، ہغہ رامخامخ شوے دے، ماسرہ د Review minutes. Media پر تہہ دی۔ مخکبن بہ چہ Media review کیدلہ نو د Province Chief Executive پخپلہ بہ راتلو، ہغہ میتنگز بہ ئے Attend کول او د سکیمز Progress بہ ئے اغستل۔ دے خل زہ نہ یم پوہہ چہ ولے دا نہ دے شوے؟ کیدے شی چہ Chief Minister یر مصروف وو او نور ضروری کارونہ ئے وو، ہغہ دغہ نہ دے شوے خو پہ دے کبن چہ تاسوا وگورئ جناب سپیکر، پہ دسمبر کبن چہ کوم Media Review شوے دہ، د ہغے مطابق (Expenditure of allocation) چہ دے جی، ہغہ خہ تقریباً 16.7% شوے دے دسمبر پورے، 16.7% جناب سپیکر۔ پہ دے شی باندے تاسو سوچ او کری۔ تھیک دہ، دا چہ پہ اولنے Six months کبن کار Slow وی خککہ چہ Approval اغستل وی خو جناب سپیکر، دے Next six months کبن کہ مونر دا یر بل ہم کرو نو دا بہ 17% plus 34% کبن بہ Dearly 50% جو یریری نور ADP 50% باندے بہ ہڈو کار نہ شی کیدے۔ دوی د پخپلہ پہ دے سوچ او کری چہ آیا دا خہ صحیح Planning شوے دے آیا پہ دے باندے ہغہ کیری لگیا دے؟ دغہ شان جناب سپیکر، بل Trend چہ Media review minutes کبن تاسوا وگورئ جی، یو Trend راخی چہ بعض Allocations خو پہ ADP کبن Reflect شوی دی خو چہ بیا دوی Re-appropriation، تھیک دہ، Re-appropriation ہغہ دغہ وی بعض سکیمز کبن پرا بلم راشی، بعض دغہ راشی خو پہ ہغے کبن دا Trend رامخامخ شوے دے چہ Re-appropriation چہ خومرہ شوی دی جناب سپیکر، ہغہ یر بل بنوں طرف تہ شوی دی۔ آیا

دا هلته کبن Progress ډیر زیات بنه دے او هغه خائے سکیمونه زیات Important دی۔ دے شی باندے به زه د Planning Minister نه دا تپوس کوم چه دوئ د لږ خپل وضاحت او کړی چه کوم دا Re-appropriation دوئ کړے دے ، کوم کوم خائے ته او خومره خومره او کوم کوم سکیمونه ئے دغه کړی دی؟ (تالیان) د دے به زه تاسو ته یو خو مثالونه درکړم۔ سکیم نمبر 711 Dualization of Charsadda Naguman Road ساړه څار کور روپی دی د هغه ، هغه تهپیک ده په کوټ کبن پرا بلمز ددی خو آیا دغه وو چه دهغه ټول سکیم پیسے د لارے شی بنوں ته، سکیم نمبر 722 ته هغه Re-appropriate شوی دی۔ Four No's of bridges on Bannu-Indus Highway، ما سره د هغه دغه شته دے ، که دوئ ته پکار وی۔ دغه شان جناب سپیکر، یو بل ورکوټے مثال درکوم د Drinking water and sanitation والا سر، په دے کبن که تاسو دغه اوگورئ درے سکیمونه وو، سکیم نمبر 600، سکیم نمبر 661 او سکیم نمبر 662، دا درے واره سکیمونه ډراپ شو، یو د سوات وودوه د نورو مختلفو اضلاع وو۔ یو آبیټ آباد کبن وو، یو بل دغه کبن وو، دا درے واره سکیمونه ډراپ شوی دی او بیا د هغه نه پس Re-appropriation د دے شوی دے او Non ADP Scheme No.33 چه دے ، هغه په بنوں کبن Drinking water and sanitation د پاره شوی دے۔ دا تاسو ته یو خو مثالونه درکوم، داسے نور هم ډیر مثالونه شته کوم چه به زه په White paper کبن دوئ ته مخامخ کوم۔ دغه شانته جناب سپیکر، Utilization چه کوم ما خبره او کړه نو Already تاسو او وئیل چه Throw Forward Liability 76 بلین ده۔ که مونږه دغه اوگورو جی، 50 فیصد خالی ADP باندے اوشی نو دا Throw Forward Liability به هم Increase شی او دا تقریباً 83 یا 84 بلین ته به اورسی، نو آیا زمونږ صوبه دا شه برداشت کولے شی؟ په دے باندے د Planning Minister صاحب غور او کړی۔ مونږ خو کله چه MMA راغله په حکومت کبن نو د خلقو هم ترے توقعات وو او زمونږ هم ترے توقعات وو چه یره دومره غټ Majority سره راغله ده، دوئ به څه نه څه کار کردگی بنائی۔ او خاص کر سراج الحق صاحب نه زمونږ ډیر توقعات وو، زما خو مخکبن چرته ملاقات ورسره نه وو شوی، د دوئ ډیر تعریف مے اوریدلے وو چه یره

ڊير دغه دے خوزه چه نن دے Planning دا کال چه گورم نوزه په دے حيران شم چه آيا
 زمونږه هغه اندازے غلطے وے او که نه دوی د محکمے سره دغه کړے دے؟ دوی د
 ددے شی معلومات او کړی چه دا څه وجوهات دی؟ ورسره ورسره جناب سپیکر، چه
 مونږه دغه ته هم اوگورو Planning، چه زمونږ کوم دا خپل Resources دی، د هغے
 زمونږه د Planning دا حال دے نو دا گورنمنټ به د مرکز سره زمونږ Case څنگه
 Plead کوی او څه Argument به ئے پش کړی وی؟ زه خو چه دغه شی ته اوگورم نو دغه
 شم بالکل چه جناب سپیکر صاحب، دا خو چه د خپل دغه دا حال دے نو آيا هلته کښ څه
 دغه شوی دی، نن که تاسو اوگورئ جی، د ECNEC last three meetings چه شوی
 دی، هغے کښ زمونږ صوبے ته یو سکیم نه دے ملاؤ شوے او سکیم ددے وجه نه دے
 ملاؤ شوے چه مرکز نه را کوی، بلکه سکیم ددے وجے نه دے ملاؤ شوے جناب سپیکر
 چه دے ځائے نه څه لیږلے شوی نه دی نو جناب سپیکر صاحب، دا چه سکیمونه مونږ
 ددے ځائے نه نه لیږو نو دا صوبه به څنگه ترقی کوی۔ مونږ شور کوؤ، مونږ دا وایو
 چه زمونږ صوبه پسمانده ده، مونږه دا دغه کوؤ چه یره زمونږ په صوبه کښ ترقی
 اوشی خو جناب سپیکر، دا حال وی چه مونږ خپل کیسونه نه Prepare کوؤ، چه مونږ
 سکیمونه د دے ځائے نه لیږو نو هغه به څنگه کیږی بیا؟ مونږ یو شے د مرکز نه
 غواړو نه، مونږ د یو څیز د پاره خپل Case نه جوړه وو نو مرکز باندے به وحی نازل
 کیږی چه یره دا سکیم دوی ته پکار دے او دا پکار دے چه دا دغه شی۔ دغه شاتتے
 جناب سپیکر، سراج صاحب همیشه سیاسی تقریرونه او کړی او زه په دے باندے
 خوشحال یم کوم چه ډیر د صوبائی خود مختاری علمبردار جوړ شوے دے خوزه د دوی
 د مشرانو نه دا گلہ کوم، ما پرون هم دا خبره کړے وه چه په National Assembly کښ
 او Senate کښ خواوسه پورے مونږه د دوی د یو ممبر نه هم دا خبره وانه وریده چه یره
 د صوبے د NFC د پاره دغه د اوشی، د Net Hydly Profit د پاره دغه د اوشی۔ آيا
 دوی خو د مونږ ته او وائی چه دے صوبے هغوی نه دی Elect کړی؟ چرته بل چرته نه،
 هغه د بعض خلقون هغه خبرے چه دی، هغه رښتیا دی چه څه غیبی قوتونو دوی کامیاب
 کړی دی یا د دوی دا او وائی چه په دے شی کښ دوی ناکامه شوے دی چه ددے
 صوبے صحیح نمائندگی دوی نه شی کولے۔ د دے صوبے د پاره دوی آواز نه شی

اوچتولے یا ئے خپل خہ مقاصد دی۔ پہ دے شی باندے د هغوی خان خپل Clarify کری چہ اوسہ پورے خو مونبر د هغوی نہ خہ وانہ وریدل چہ د صوبے د پارہ خہ دغہ او کری۔ جناب سپیکر، زہ خپلے خبرے راغونہ دوم۔۔۔

جناب سپیکر: راغونہ اول پکار دی۔ (تقیے)

جناب سکندر حیات خان: کہ نورے مے او کرے نوکیدے شی چہ بیا دغہ شی جناب سپیکر، پہ بخت کبن اعلان شوے وو د گورنمنٹ د طرف نہ چہ سرکاری ملازمینو لہ بہ پہ آسان شرائطو باندے دوئ Loans ورکوی، بغیر د سود نہ د کورونو جو رولو د پارہ، نن دا ماسرہ د هغے یو فارم پروت دے، د خیبر بینک فارم دے۔ دے کبن د ٲولو نہ اول چہ ترے ٲیوس کوی نو وائی چہ، Mark up Section پکبن لیکلے شوے دے چہ پہ دے باندے % 7.6 Mark up بہ وی۔ بل ترے لس کالہ دغہ غواپی او ورته وائی چہ دا کور بہ د بینک پہ نوم باندے Pledge کوے او د هغے خرچہ بہ ہم تاسو پخپلہ باندے برداشت کوئ۔ دوئ بہ تنخواہ د بینک پہ ذریعہ باندے اخلی او د دوئ اکاونٹ نہ بہ بینک آف خیبر قسط وار پیسے کٲ کوی نو آیا دا دوئ پہ هغے خبرو باندے عمل دے او کہ نہ دے؟ آخر کبن جناب سپیکر صاحب، زہ پہ دے خبرہ باندے ختمومہ چہ مونبر د شروع ورخے نہ وئیلی دی چہ دوئ خالی اخباری بیانات تہ او اعلانات تہ خوشخالیبری خو پہ عمل باندے مونبرہ خہ اونہ لیدل او دے تہ مونبرہ مجبورہ شو چہ ورته او وایو چہ "متحدہ مجلس بے عمل"۔

جناب سپیکر: قلندر خان لودھی۔

جناب قلندر خان لودھی: شکریہ جناب سپیکر، مجھ سے پہلے انور کمال صاحب نے، شہزادہ گتاسپ، بشیر بلور صاحب، عبدالاکبر صاحب اور سکندر شیر پاؤ صاحب نے بڑی تفصیلاً اور ٹیکنکل باتیں کیں۔ جناب سپیکر، یہ بھی ایک Tradition چلی آرہی ہے کہ سینئر ہوتے ہیں یا پارلیمانی لیڈرز ہوتے ہیں، انکی باری پہلے آجاتی ہے اور مجھ جیسے سادہ ممبر کے پاس کہنے کیلئے کوئی بات نہیں رہ جاتی۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ ان کو ذرا آخر میں موقع دیا کریں تاکہ جو باتیں ہم سے رہ جاتی ہیں ان کو یہ Highlight کر لیا کریں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ نے پھر بھی، آپ کا نام ابھی اسی وقت مجھے موصول ہوا ہے اور یہ لسٹ پہلے سے پڑی ہوئی ہے لیکن چونکہ آپ کے پارلیمانی لیڈر مشتاق غنی صاحب نہیں ہے اس لئے میں نے آپ کو فلور دیا۔

جناب قلندر خان لودھی: جناب سپیکر! معزز ممبران اسمبلی نے صوبے کی ADP پر اور خصوصاً اپنے اضلاع اور Constituencies پر باتیں کیں اور باقیوں نے بھی کرنی ہیں۔ یہ بالکل صحیح ہے جناب سپیکر، کہ Constituency ہر ضلع اس صوبے کی جسم کا حصہ ہے اور گورنمنٹ کو ان پر نظر رکھنی چاہیے لیکن مشاہدے میں یہی ہے کہ جو بھی CM بنا ہے، اس کے اپنے ڈسٹرکٹ، اپنی Constituency میں کام اس کے ہوئی ہیں اور جو پیسے بچ گئے ہیں تو ان کی کیبنٹ کے لوگوں کے کام ہو گئے ہیں۔ ہمارا یہ خیال تھا کہ یہ گورنمنٹ پسند اور ناپسند نہیں دیکھے گی اور انشاء اللہ برابری کا سلوک کرے گی، گلے شکوے تو آپ نے سن لئے لیکن میں دو ایک باتیں کرونگا کہ یہ

ADP 2003-04 جو بنی ہے۔۔۔۔۔ (قطع کلامی)

جناب سپیکر: جی، جناب قلندر لودھی صاحب۔

جناب قلندر خان لودھی: 2003-04 کی جو ADP ڈیولپمنٹ کے کاموں کی بنی ہے اس میں نشان دہی تو بڑی اچھی ہی اور جاذب نظر ہے، بڑا کچھ اس میں دکھایا گیا ہے لیکن میں اپنے ڈسٹرکٹ آئیٹ آباد کے بات کرتا ہوں کہ پلاٹ لوکیشن ہے تیس کلو میٹر کی اور ایم پی اے اس کا حقدار ہے، اس کا چالیس ملین کا تخمینہ ہے اور صرف ایک ملین Release اس کے لئے رکھی گئی ہے تو اس میں دو لاکھ روپے ہمیں آئیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی اور بھی کئی سیکمیں ہیں، ساری سیکموں کا یہی حال ہے تو میں گورنمنٹ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کتنے سالوں میں اس ADP کو Complete کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ جناب سپیکر، یہاں ایک اور بھی بات ہوتی ہے، اچھی ہے یا بری ہے لیکن جو ہماری ADP ہے وہ بہت سارے Directives پر محیط ہے لیکن جو Directive کئے گئے ہیں ان پر متعلقہ محکموں نے کوئی ورک نہیں کیا اور انہوں نے جیسے Lumpsum ہمیں کلو میٹر ز ملے ہیں یا یونٹ ملے ہیں، اسی طرح انہوں نے اپنے اندازے سے ان کا تخمینہ لگا دیا ہے اور اصل میں جب انکا PC-I بنا تو اس سے زیادہ ان کی Cost آئی اور یہ بھی گورنمنٹ کے کھاتے میں پڑ رہی ہے تو اس پر بھی نظر رکھنی چاہیے جی۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا تھا کہ شاید اپوزیشن کا حق نہیں ہوتا ان Development کی سکیموں میں لیکن چلیں ہمیں تو کچھ نظر آرہا ہے

کہ کچھ نہ کچھ، کسی نہ کسی جگہ کام ہو رہے ہیں یا ہو جائیں گے لیکن جوہ %100 ان کی Cost بڑھ جائے گی تو یہ کہاں سے Meet up ہوگی کیونکہ کام نے Close تو ہونا ہے اور اگر اس میں 80 کلومیٹر کے دس لاکھ روپے دے دیئے تو --- (قطع کلامی)

جناب سپیکر: جی، قلندر لودھی صاحب۔

جناب قلندر خان لودھی: وہ کیسے مکمل کریں گے۔ ہم خوش ہوئے تھے کہ جی، ہمارے Directives ہوئے ہیں یا کسی جگہ کام ہوئے ہیں، اگر میرا نہیں ہوا تو کسی دوسری جگہ ہوئے ہیں۔ چلیں اس صوبے کی بات ہے لیکن وہ خوشی سب کی ماند پڑ گئی ہے بلکہ کچھ زیادہ ہی اس میں مایوسی سی نظر آنے لگی ہے۔ چونکہ چند اضلاع کے بغیر شروع نہیں ہوئے ہیں اور اس میں آپ سے Request کروں گا جی، اور آپ کی وساطت سے گورنمنٹ سے Request کرتا ہوں کہ وہ برابر کی نظر رکھے۔ جناب سپیکر! میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ پہلے میں نے آپ سے باتیں کیں، میرے پاس اپنی ADP پڑی ہوئی تھی اور جو میں نے باتیں کی ہیں 40 ملین کی اور ایک ملین ریلیز کی باقی بھی اس میں ہیں تو اس میں میری ایک چھوٹی سی، CM صاحب تو اٹھ گئے ہیں، وہ میرے حلقے میں گئے تھے اور انہوں نے اپنی مرضی سے Directives کئے تھے اور اس پر انہوں نے بجلی کی مہربانی بھی کی، دو تو مجھے دے دیئے Left over work، بڑے گاؤں تھے، ان پر ہو سکتا ہے زیادہ Estimate ہو جائے لیکن چھوٹا سا گاؤں تھا، جسے 57 سال سے، سارے علاقے میں اس کی بجلی ہے لیکن ایک چھوٹا سا گاؤں ہے چکر پائیاں اس کا نام ہے جی، تو اس کیلئے انہوں نے خود ہی اپنی مرضی سے مجھے 15 لاکھ روپے کیلئے آج تک ہار تھک گیا ہوں، کتنی چھٹیاں لکھی ہیں، کتنے چکر لگائے ہیں۔ جب بھی اسمبلی آتے ہیں، چونکہ وہاں پر ہمارا جانے کا چانس نہیں ہوتا تو یہاں جب بھی اسمبلی میں آتے ہیں تو ان کو یاد دہانی کرتا ہوں۔ اس دفعہ بھی انہوں نے مجھے فرمایا تھا کہ میں اس سیشن کے دوران نمٹیں ریلیز کر دوں گا لیکن یہ پیسے جب بھی آتے ہیں اور جتنے وقت بھی وہ آتے ہیں تو اسمیں ان سے ہی پوچھا جاتا ہے (چیف منسٹر کے Directives selected) یہ Selected ہیں۔ گرانٹ 1.5 ملین روپے فار دی سپلائی آف الیکٹریسیٹی فار دی ویلج آف چکر پائیاں At PF-46 لیکن یہ ہر وقت جو اذیتے ہیں کہ یہ Under process ہے۔ جناب سپیکر، میں آپ سے Request کرتا ہوں کہ اگر یہی حال رہا ہمارا، ہم نے فرض کیا کہ ایک چیز جو ہم سمجھتے ہیں ہمارا حق

ہے، میں سمجھتا ہوں کہ میرا حق ہی نہیں ہے کیونکہ میں اپوزیشن میں ہوں لیکن مجھے جو چیز دی جاتی ہے اور دیئے جانے کے بعد پھر وہ چیز مجھے نہ دینا میرے ساتھ زیادتی ہے، نااضافی ہے اور میرے علاقے کے ساتھ ناانصافی ہے، میں آپ لوگوں کو اس کا جواب نہیں دے سکتا جی، میں پہلی دفعہ اسمبلی میں آیا ہوں، میں اتنا سیاستدان نہیں بنا کہ میں لوگوں کو ٹال سکوں۔ جب انہوں نے مجھے کہا، میرے گھر پر لوگ جمع ہو گئے اتنے زیادہ تو اس پر انہوں نے اعلان خود کیا ہے۔ اس کے بعد میں کروڑوں روپے نہیں مانگ رہا، صرف 15 لاکھ روپے ایک سال سے مانگ رہا ہوں۔ میں جب بھی جاتا ہوں لوگ آتے ہیں، میرے پاس کوئی جواب نہیں، میں کیا کروں؟ میں بے عزت نہیں ہو رہا بلکہ میرا CM بے عزت ہو رہا ہے، گورنمنٹ صوبہ سرحد بے عزت ہو رہی ہے اس بات پر، اس 15 لاکھ کو ریلیز کیا جائے۔ وہ اٹھ گئے ہیں، میں ریکویسٹ کرتا ہوں ان سے، یہ کیس فنانس سیکرٹری کے پاس پڑا ہوا ہے اور جب تک، یہ میری بات میرے بھائی سن لیں، میں نے مشاہدہ کیا ہوا ہے۔ جب تک CM صاحب یا سینئر منسٹر صاحب یا ادریس خان صاحب یا جو بھی منسٹر ہیں، جب تک وہ کسی کو کہیں گے نہیں تو پیسہ نہیں ملتا، مجھے تو آپ کی بینچیز کا پتہ نہیں، ہمارے بینچیز کی ساتھ تو یہی ہو رہا ہے۔ جب تک ان کی طرف سے ان کو نہ دیا جائے، کوئی اعلان یہ تو وہ پیسے نہیں ملتے تو میں Request کرتا ہوں سینئر منسٹر سے کہ میرے 15 لاکھ روپے۔۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب سپیکر: قلندر خان صاحب، آپ کی بات نہیں پہنچ سکتی ان تک۔۔۔

جناب قلندر خان لودھی: کیوں جی؟

جناب سپیکر: تو آپ پر اپر چینل پر نہیں آئے ہیں۔ نہیں، آپ چیئر کو ایڈریس کریں تو پھر بات پہنچ جائے گی۔

جناب قلندر خان لودھی: Sorry جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: ہاں، پر اپر چینل پر آئیں تو بات پہنچ جائے گی۔

جناب قلندر خان لودھی: سپیکر صاحب! آپ تو ہماری ایک امید ہیں۔ آپ ہی تو ہیں جس سے ہم بات کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس تو کوئی اور فورم نہیں ہے۔ ہم یہاں اسمبلی میں آتے ہیں، دو منٹ کیلئے ہم ان کے ساتھ بات کر سکتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ میں کر دوں گا، ہم کہتے ہیں ہو جائے گا۔ نہ وہ ہوا تو یہ کب کریں گے؟ سر کب کی بات ہے۔ آج میری سراج الحق صاحب سے Request ہے، ان سے میں نے ایبٹ آباد میں ریکویسٹ کی تھی، آج ان

سے آپکی وساطت سے سر، آپ کی وساطت سے کہ یہ میرا کام ہو جائے جی۔ باقی جو ADP ہے اس پر میرے بھائیوں نے ٹیکنکل باتیں کی ہیں اور ان میں ایک بات کا میں اضافہ کرتا جاؤں کہ جو ہم نے محکمے بنائے ہیں، یہ جو ہماری گورنمنٹ پر اتنا بوجھ پڑا ہوا ہے، یہ ADP دینا تو ان لوگوں کا کام نہیں ہے، یہ محکمے ADP دیں۔ وہ دیکھیں کہ ایک سکیم پر پہلے دس کروڑ روپے لگ گئے، اس پر ایک کروڑ لگ جانے سے یہ Through ہو جائے گا اور اس سے بہت بڑے علاقے Community کو فائدہ ہوگا۔ ہم تو سیاسی لوگ ہیں، پسند ناپسند کر سکتے ہیں لیکن وہ لوگ جو گورنمنٹ کے ہیں، وہ پسند ناپسند نہیں کر سکتے۔ وہ Priority دیکھیں گے کہ یہ کہاں Priority ہے، مجھے کیا دینا چاہیے؟ یہ ان کی طرف چھوڑ دی جائے، ADP میں وہ سکیمیں دیں اور وہ سینئر منسٹر لیں تو میرے خیال میں جی، یہ ذرا بہتر ہوگا کیونکہ وہ جو چیز دیں گے، وہ ان کے لوگ ہوں گے اور علاقے کی طرف سے نمائندگی اور سب ڈسٹرکٹ میں سب Constituencies دیں اور کم دیں یا زیادہ دیں لیکن وہ ان سے لینے چاہئیں تو اس لئے میں نے جی، یہی دو باتیں کی۔ اب کچھ گلے شکوے اس لئے نہیں کرتا کہ سراج صاحب کہتے ہیں کہ ان کی باتیں اتنی اچھی ہیں اور ہمارے ساتھ بات کرنے کا طریقہ اتنا اچھا ہے کہ ہم بعض اوقات کوئی بات کرنی ہوتی ہے تو بھی وہ منہ سے نہیں نکال سکتے۔ میں اس پہ ختم کرتا ہوں۔

Mr Speaker: Thank you.

جناب بشیر احمد بلور: سپیکر صاحب! زما یو خواست دے چہ پرون سراج صاحب دلته پہ دے دے ہاؤس کین دا خبرہ کہے وہ چہ زہ بہ سباد Poverty alleviation پیسے چہ کوم دی، د ہغے بہ زہ تفصیل راورم چہ زمونبرہ صوبے تہ خومرہ ملاؤ شوے دی۔ ہغے بارہ کین دوی خہ خبرہ اونہ کہہ، چہ ہغے دپارہ مونبرہ یو قرارداد اولیکو، خہ احتجاج اوکرو مرکز تہ چہ پرے زمونبرہ 96 بلین Poverty alleviation دے صوبے تہ ولے نہ دے ملاؤ شوے۔ د ا بہ لہر خواست اوکرو چہ د دے بارہ کین مونبرہ بریف کہری۔

جناب سراج الحق {سینئر وزیر (خزانہ)}: سپیکر صاحب! کل ایک بجکر بیس منٹ پر ہماری اسمبلی ختم ہوئی۔ اس کے بعد ہم نے مرکزی حکومت سے رابطہ کیا لیکن اس میں کچھ پرانے سالوں کا ہے لیکن کرنٹ انہوں نے دینے کا

وعدہ کیا ہے۔ اسمبلی سیشن میں انشا اللہ ہو جائے گا۔ جی، اس سیشن کی دوران یہ جو چل رہا ہے، اسمیں یہ ممکن ہو سکے گا۔

جناب بشیر احمد بلور: ماہگہ بل پرون خواست کرے وو چہ دھغوی فنانس منسٹیر پہ فلور آف دی ہاؤس وٹیلی وو چہ 96 بلین روپیہ Poverty alleviation لہ مونبر ور کرے نو مونبر ہ صرف دا تپوس کوؤ۔۔۔۔ (قطع کلامی)

جناب سپیکر: دوئی اووٹیل کنہ جی۔

جناب بشیر احمد بلور: دوئی اووٹیل چہ مونبر مرکز سرہ رابطہ کرے دہ نو دوئی تہ نہ دے راغلے تراوسہ پورے؟

جناب سپیکر: وائی نہ دے راگلے، مطلب دا چہ دے سیشن پہ دوران کبں انشا اللہ مونبر ہ بہ دھغوی نہ دغہ واخلو۔

جناب خلیل عباس خان: سپیکر صاحب! سراج صاحب د Assistance دپارہ زہ یو عرض کوم۔ دوئی Provincial Facilitator سرہ رابطہ اوکری، د صوبائی حکومت Provincial Facilitator ہغوی تہ چہ خومرہ Aided projects وی، خومرہ گرانٹس وی، ہغے بارہ کبں ہغہ تہ ٲول تفصیلات معلوم وی چہ کوم پہ پائپ لائن کبں دی یا چہ کوم د مرکز سرہ دھغوی خبرے اترے روانے وی۔ زما دوئی تہ دا مشورہ دہ چہ بجائے مرکز نہ Provincial Facilitator یونیورسٹی ٲاؤن کبں ئے دفتر دے، ہغہ د راوغواری نو ٲول ہر خہ بہ دوئی تہ معلوم شی جی۔

سینئر وزیر خزانہ: جناب سپیکر! ایک اجمالی جواب میرے پاس ہے جو ہمارے پاس تفصیلات ہیں لیکن کل سے ہم نے وفاقی حکومت کے جو متعلقہ آفیسرز ہیں، انکو Contact کر رہے ہیں لیکن اس کیلئے اگر آپ اسی کا صرف جواب لینا چاہتے ہیں تو یہاں میرے پاس ہے۔ لیکن جس طرح ہمارے۔۔۔۔ (قطع کلامی)

جناب بشیر احمد بلور: مطلب یہ ہے کہ ہمارے صوبے کا آیا ہوا ہے، 96 بلین میں سے کچھ ملا ہے کہ نہیں؟ صرف ہمارا یہی سوال ہے۔ اگر ملا ہے تو Well and good، نہیں ملا تو کیوں نہیں ملا؟ اور اگر ملا ہے تو کہاں خرچ ہوا ہے؟ (قطع کلامی)

جناب سپیکر: سراج صاحب، میرے خیال میں اس سلسلے میں آپ پوری تفصیلات جو کہ خلیل عباس صاحب نے تجویز دی کہ یہاں پر Provincial Facilitator ہیں اور وہ مرکزی حکومت سے Comprehensive بات ہوگی۔۔۔۔۔ (قطع کلامی)

مولانا محمد مجاہد خان الحسین: جناب سپیکر صاحب! یہ غیر دلچسپ باتیں ہیں۔ چائے کیلئے وقفہ کر لیں۔ (قطع کلامی)

جناب بشیر احمد بلور: داربونو روپو خبرے دی، داد صوبے د حقوقو خبرے دی او مولانا صاحب پہ چائے پسے حیران ناست دے۔ (شور/قطع کلامیاں)

جناب عبدالاکبر خان: یہ ایک انتہائی اہم Adjournment motion ہے کیونکہ ہم سمجھنا چاہتے ہیں کہ کہ آخر اتنا پیسہ جب خرچ ہوا ہے، جو Concession بلکہ ہاؤس میں اس نے سٹیٹمنٹ دی ہے، فنانس منسٹر نے جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کل کہا تھا کہ میں۔۔۔۔۔ (قطع کلامی)

جناب سپیکر: انہوں نے فرمایا کہ ڈیٹیل پوری Available نہیں ہے۔ ہم نے کوشش کی یہاں پر Provincial Facilitator ہے اور ہم مرکز سے پوری Figures اسی سیشن کی دوران لے کر ایوان کو بتائیں گے۔۔۔۔۔ (قطع کلامی)

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! فنانس ڈپارٹمنٹ کو میرے خیال میں اس میں کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہے، پیسہ اگر آتا ہے۔ Provincial Consolidated Fund میں تو Definitely وہ فنانس۔۔۔۔۔ (قطع کلامی)

جناب سپیکر: سراج صاحب! آپ متوجہ ہو جائیں۔ آپ کے،۔۔۔۔۔ (قطع کلامی)

جناب عبدالاکبر خان: دیکھیں جی، پیسہ جب سنٹر سے جو بھی آتا ہے، وہ یہاں فنانس ڈپارٹمنٹ کے Through آتا ہے تو فنانس ڈپارٹمنٹ میں فنانس سیکرٹری بھی ہوگا، فنانس ایڈیشنل سیکرٹری بھی ہوگا، ان سے پتہ کریں۔ یہ تو ایک منٹ کا کام ہے کہ کیا آپ کو Poverty کا پیسہ دیا ہے؟ کیا اس میں ہمارے صوبے کو ملا ہے؟ اور اگر ملا ہے تو کتنا ملا ہے؟ یہ تو ایک منٹ کا کام ہے جی۔ ٹی بریک میں خیر یہ لے لیں۔

سینئر وزیر خزانہ: میں نے عرض کیا کہ ویسے جو PSDP کا 2003-04 کا حجم 160 ارب کا ہے، اس میں صوبہ سرحد کو انہوں نے 22.970 Billion روپے جو کہ کل ان کے حجم کا 14.63 فیصد بنتا ہے، اس کی تفصیلات بھی ہیں جو انہوں نے ہمیں دی ہیں لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ اس کی جو تفصیلات ہیں۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: یہ PSDP کا سائز بتا رہے ہیں جو 160 بلین ہے، وہ جو فیڈرل بجٹ ہیں Reflect ہوا ہے 160 بلین PSDP کا۔ میں وہ بات نہیں کر رہا، میں یہ بات کر رہا ہوں کہ وہ کہتے ہیں کہ 97 بلین روپے ہم نے خرچ کیے، گزشتہ چھ مہینوں میں، PSDP سے وہ نہیں دے رہے۔ PSDP کا وہ کہتے ہیں کہ 31 فیصد ہیں وہ تو الگ سٹیٹمنٹ ہے، وہ کسی اور وقت بتا دوں گا۔ دیکھیں جی، اس میں آپ یہ دیکھیں کہ پرائیویٹائزیشن کمیشن بھی ان کو پیسے دے رہا ہے، وہ PSDP کے علاوہ ہیں، وہ Poverty کیلئے پرائیویٹائزیشن کمیشن کے جو آرہے ہیں۔ ان پیسوں سے بھی Poverty کو، میں تو صرف یہ کہتا ہوں کہ فنانس منسٹر نے جو سٹیٹمنٹ فلور آف دی ہاؤس پر دی ہے کہ ہم نے 97 بلین روپے چھ مہینے میں خرچ کیے ہیں، ان چھ مہینوں میں انہوں نے 97 ارب روپے خرچ کیے ہیں تو اس میں صوبہ سرحد کو کتنا ملا ہے؟ بس۔

جناب خلیل عباس خان: جناب سپیکر صاحب! غربت مکاؤ سکیم پہ پنجاب کب شروع ہوئی ہے جی، ہجے کب ہم دوئی تہ Poverty Alleviation لہ پیسے ملاؤ شوی دی۔ مونبرہ دھجے خبرہ کوؤ چہ پہ غربت کبں مونبرہ تہ خومرہ ملاؤ شوی دی جی؟

جناب سراج الحق سینئر وزیر: سپیکر صاحب! زہ ہم دغہ عرض کوم۔ پرون اجلاس ایک بجکر بیس منٹ باندے ختم شوے دے۔ ہجے نہ پس ز مونبرہ پارٹمنٹ ہجوی سرہ رابطہ کرے دہ چہ مونبرہ تہ دے تہول تفصیلات راکرئی، ستاسو تہول غربت مکاؤ سکیم او بیا د اخبار تراشہ چہ کوم عبدالاکبر خان صاحب پرون پہ اسمبلی کبں پیش کرے دہ، دھجے

پہ بنیاد باندے زما دا یقین دے چہ مونہ بہ د دے سیشن دوران کبن د دے یو پورہ
تفصیل پیش کرو۔

جناب عبدالاکبر خان: زما پہ خیال دا دومرہ Complicated، منسٹر صاحب ترے داسے
Complicated، اوس چہ دا ہی بریک اوشی جی، فنانس سیکرٹری تہ د ٹیلیفون اوکری
چہ فیڈرل فنانس سیکرٹری نہ یا جائنت سیکرٹری نہ یا چہ ہغوی خوک وی، ٹیلیفون
اوکری۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: خومرہ زر چہ کوشش کیدے شی، مطلب دادے چہ ہغوی دغہ کوی، مطلب
دادے چہ۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: نو 24 باندے د راسرہ دغہ اوکری نو 24 تہ خورخے یرے دی کنہ
جی۔ 24 تہ د راتہ تفصیل راکری۔

سینئر وزیر خزانہ: یعنی، اردو میں بولوں یا پشتو میں، میں یہی عرض کرتا ہوں۔ اچھا اردو میں بولتا ہوں کہ اگر معاملہ
ہمارے صوبائی حکومت کا ہوتا تو سارے تفصیلات ہمارے سامنے ہمارے دفاتر ہیں، ہمارے سارے۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: میں پیدا کرونگا جی۔

سینئر وزیر خزانہ: میں عرض کرونگا کہ۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: میں پیدا کرونگا، میں 24 کو لاؤنگا، آپ نہیں کر سکتے، گورنمنٹ نہیں لاسکتی۔ میں لاؤنگا
جی۔

سینئر وزیر خزانہ: میں، عبدالاکبر خان، میں عرض کرتا ہوں جی۔۔۔۔۔

جناب بشیر احمد بلور: میں عرض کرتا ہوں، یہ ٹھیک فرما رہے ہیں۔ بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم یہ کہہ رہے ہیں

۔۔۔۔۔

سینئر وزیر خزانہ: بشیر بلور صاحب، زہ ولا ریمہ جی۔۔۔۔۔

جناب بشیر احمد بلور: وہ کہتے ہیں، ہم کہتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بشیر بلور صاحب۔۔۔

جناب بشیر احمد بلور: ہم کہتے ہیں کہ فرض کریں ہمارے صوبے کو ملے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بشیر بلور، پہلے منسٹر صاحب کو Explanation کرنے دیں، اگر آپ مطمئن نہ ہوئے تو پھر بھی بات ہو سکتی ہے۔

جناب بشیر احمد بلور: اچھا، چلیں جی۔

جناب سپیکر: جی۔

سینئر وزیر خزانہ: مظلوم منسٹر ہوں جی۔ میرے ساتھ ہیں لیکن میرا حق یہاں بھی وہ، یعنی اگر میرا حق یہاں بھی مجھے نہیں دیا جاتا تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 24 کو میرا تفصیلی جواب ہے۔ آپ نے جتنے سوالات کئے ہیں یا دوسروں نے کئے ہیں۔ ان کے ساتھ میں یہ بھی پیش کرونگا اور مجھے یقین ہے کہ آپ کے ایوان میں مجھے پورا وقت ملے گا اور اس کے ساتھ اس کی تفصیلات بھی میں انشاء اللہ 24 کو دوں گا جی۔

جناب بشیر احمد بلور: سپیکر صاحب! میری درخواست یہ ہے منسٹر صاحب سے، بڑی اچھی Sugar coated گولیاں دیتے ہیں، بڑی صحیح بات کرتے ہیں مگر میری Request یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ میں جواب دوں گا، اس کے ساتھ میں بھی جواب دوں گا۔ ہم کہتے ہیں کہ اس کو ہم علیحدہ طریقے سے لینا چاہتے ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کے لئے ہم بھرپور احتجاج کریں تاکہ ہمارے جو 14 کروڑ۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: ہم اس کو Admit کرنا چاہتے ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو پھر ہم اس کو Admit کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے، وہ تو Pending ہے نا۔ اگر آپ مطمئن نہ ہوئے تو پھر اس کو Admit کریں گے۔

سینئر وزیر خزانہ: سر! زہ بہ علیحدہ دے دغہ ور کو م۔

جناب سپیکر: بس بالکل جی۔

سینئر وزیر خزانہ: علیحدہ دوں گا جی۔ جس طرح یہ چاہتے ہیں، اسی طرح جواب دوں گا جی۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ The sitting is adjourned for tea break

(اس مرحلے پر چائے کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب مشتاق احمد غنی: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: آپ اے ڈی پی پر تقریر کرنا چاہتے ہیں؟

جناب مشتاق احمد غنی: نہیں، وہ تو میں پرسوں کرونگا۔ ایک پوائنٹ آف آرڈر کی Request ہے آپ سے۔

جناب سپیکر: کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب مشتاق احمد غنی: سر! یہ بڑا Important ہے، عوامی مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: اچھا۔

جناب مشتاق احمد غنی: اجازت مل گئی ہے جی؟

جناب سپیکر: بس۔ آپ ایسا سمجھیں کہ اجازت مل گئی ہے۔

جناب مشتاق احمد غنی: سر! ایسا ہے کہ ایبٹ آباد باڑیاں، مری روڈ جو لیٹ آباد سے جاتی ہے Towards

Murree، نتھیاگلی سے ہوتے ہوئے یہ ڈیڑھ ارب روپے کی لاگت سے 2000ء میں Complete ہوئی ہے اور

ابھی Recently ایبٹ آباد سے ایک کلو میٹر جو مین شاہراہ ہے، وہ لینڈ سلائیڈنگ کا شکار ہو گئی ہے اور روڈ ٹوٹ گئی

ہے اور صرف ایک گاڑی بمشکل وہاں سے گذر سکتی ہے اور FHA کی توجہ کی خاص طور پر مستحق ہے۔ میں یہ

سمجھتا ہوں کہ اگر اس پر ابھی بروقت توجہ نہ دی گئی تو یہاں پھر ایک Bridge بنانا پڑیگا جس پر کروڑوں کی لاگت

آئے گی اور ابھی چند ہزار روپے سے اسے Repair کیا جاسکتا ہے لیکن یہاں گورنمنٹ سائڈ پہ کوئی ہے ہی نہیں کہ

جو مجھے اس بارے میں۔۔۔۔

جناب سپیکر: ڈپٹی سپیکر صاحب! اگر آپ۔۔۔۔

جناب مشتاق احمد غنی: ڈپٹی سپیکر صاحب تو ہمارے آدمی ہیں، جی یہ تو Custodian ہیں۔ (تھتھے) ہمارے

آدمی ہیں۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسین: یہ دعویٰ آپ کا کب سے ہے؟ یہ دعویٰ آپ کا ان پر کب سے ہے؟ آج سے یا۔۔۔۔۔

جناب مشتاق احمد غنی: نہیں نہیں، بہت پہلے سے۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسین: اچھا۔ (تعمقے)

جناب ڈپٹی سپیکر: 1980 سے۔

جناب مشتاق احمد غنی: 1980 سے۔ تو ابھی زیادہ قریب ہیں ہم ایک دوسرے کے، کیونکہ ہم دونوں ایک فلور پہ ہیں اس لئے جناب، اب گورنمنٹ کا کیا کریں؟ آج تو لگتا ہے کہ وزراء نے احتجاجاً بائیکاٹ کیا ہوا ہے آج کی کارروائی کا۔ ایک سراج الحق صاحب تھے، باقی کابینہ کا ایک منسٹر بھی یہاں پہ نہیں تھا۔

جناب سپیکر: وہ تو بہر حال، The cabinet is collectively responsible۔

جناب مشتاق احمد غنی: نہیں، ہمیں تو پتہ چلا ہے کہ صلح ہو گئی ہے لیکن لگتا ہے کہ صلح صحیح نہیں ہوئی ہے اس لئے کہ منسٹر صاحبان Available نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: ویسے آپ کو خوش فہمی ہے، صلح ہو گئی ہے۔ آپ اس خوش فہمی میں نہ رہیں۔

جناب مشتاق احمد غنی: سر! یقیناً۔

جناب سپیکر: نا، صلح کی بات ہے اور مطلب ہے، ایسی بات نہیں ہے۔

جناب مشتاق احمد غنی: سر! آپ کے علم میں تو یہ باتیں ہو گئی، آپ تو سب کیلئے برابر ہیں۔ میں ان کی بات کر رہا ہوں کہ آج کوئی منسٹر نہیں تھا اور ہمیں اس لئے یہ خدشہ پیدا ہوا کہ شاید کوئی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: دو تین کی تو Applications آئی ہیں میرے خیال میں۔۔۔۔۔ (قطع کلامی)

جناب مشتاق احمد غنی: احتجاجاً شاید وہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ایک تو کرکٹ میں پھنسے ہوئے ہیں۔

جناب مشتاق احمد غنی: جی۔

جناب سپیکر: آپ لوگ ٹکٹ کا مطالبہ کر رہے ہیں، وہ ٹکٹ دے نہیں سکتے اس لئے وہ ایوان میں آتے نہیں ہیں۔

جناب مشتاق احمد غنی: سر! ہمیں ویسے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ شروع میں بعض منسٹرز کو دو ٹکٹ اور ایک ایک پوری اسمبلی کو دینے کا وعدہ ہوا تھا میٹنگ میں اور جو چار چار ٹکٹ وزیروں نے لے لئے اور ایم پی ایز کا حصہ وہ کھا گئے۔ ہمیں تو یہ اطلاع بھی ملی ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: بہر حال اگر سپیکر کو ٹکٹ مل گیا تو وہ آپ کے سامنے رکھے گا کہ بھی یہ آپ لوگ لے لیں۔
 جناب مشتاق احمد غنی: بس آپ ہماری طرح مسکین ہیں ناجی۔ (قہقہہ) ہم یہاں سارے جو بیٹھے ہوئے ہیں، ہم میں سے کس کو ٹکٹ ملا ہوا ہے لیکن ہم سب کے ناموں پر ٹکٹ، ہمیں پتہ چلا ہے کہ انہوں نے دیا ہوا ہے اور وہ چلے گئے ہیں کابینہ میں۔ اب میری اس بات کا کوئی جواب بھی دے دیں، کوئی آتما ہی نہیں ہے ہاؤس میں۔ پوائنٹ آف آرڈر میرا رہ گیا ہے بیچ میں، تو میں کس کے آگے بولوں؟
 محترمہ رفعت اکبر سواتی: بھینس کے آگے بولو۔

جناب مشتاق احمد غنی: بھینس کے آگے بین بجاؤں۔ (قہقہہ) سر! جیسے آپ نے فرمایا کہ بارہ میں سے تین کی Applications ہیں، ایک کرکٹ میں پھنسا ہوا ہے تو باقی کدھر گئے ہیں؟
 جناب سپیکر: سراج الحق صاحب آگئے ہیں۔

جناب مشتاق احمد غنی: بس ٹھیک ہے جی۔ (تالیاں) سر! میں نے ایک گزارش کی تھی کہ ایبٹ آباد سے ایک روڈ جو مری کی طرف جاتی ہے، یہ جناب سپیکر، ڈیڑھ ارب روپے کی لاگت سے تعمیر ہوئی ہے اور آجکل ایبٹ آباد سے Just ایک کلومیٹر آگے یہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور اب صرف ایک گاڑی وہاں سے گذر سکتی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک بارش ہوئی تو ساری نیچے چلی جائے گی اور یہ رابطہ جو ایبٹ آباد سے پورے گلیات اور مری تک کا، یہ سارا Disconnect ہو جائیگا۔ آگے سیاحتی سیزن آرہا ہے، یہی بزنس سیزن ہوتا ہے سارے علاقے کا اور پورے پاکستان سے ٹورسٹس آتے ہیں۔ اگر یہ Link ہمارا ایبٹ آباد کا گلیات سے ٹوٹ گیا تو مری سے گلیات، ایبٹ آباد کا راستہ ختم ہو جائیگا۔ میری گزارش ہے گورنمنٹ سے کہ وہ اس پر Prompt action کرتے ہوئے اس روڈ کو جو بھی اس کا محکمہ ہے، ابھی تک اس کا بھی پتہ نہیں چل رہا ہے کہ یہ کس محکمے کا ہے تو اس روڈ کی تعمیر، Repairing کی جائے۔

جناب سپیکر: یہ ڈسٹرکٹ ایبٹ آباد میں ہے؟
جناب مشتاق احمد غنی: یہ سردار صاحب کو پتہ ہو گا جی۔

جناب سپیکر: اچھا۔

جناب مشتاق احمد غنی: مری روڈ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے جی، آپکے علاقے کو روڈ جاتا ہے، ایبٹ آباد سے ایک کلو میٹر آگے ٹوٹ گیا ہے اور ایک گاڑی ابھی گزر رہی ہے۔ کالاپل سے باہر، ایبٹ آباد کالاپل سے آگے کوئی پچاس گز کے فاصلے پر روڈ ٹوٹ گئی ہے۔

جناب سپیکر: مشتاق صاحب! Violate، Proper channel نہ کریں۔ جی، سردار ادریس صاحب۔

جناب مشتاق احمد غنی: Sorry sir، جی، Action کے لئے بتانا چاہ رہا تھا۔

جناب محمد ادریس (وزیر بلدیات): جناب سپیکر! میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری مشکل بھی حل کر دی ہے اور یقیناً فرنیچر ہائی وے اتھارٹی کے پاس یہ روڈ ہے اور میں ابھی فوری طور پر فرنیچر ہائی وے اتھارٹی کے ڈی جی کو کہو گا کہ وہ ٹیلی فون کر کے فوری طور پر موقع دیکھیں کیونکہ یہ بہت زیادہ Important اور بہت سے لوگوں کا واحد راستہ ہے۔ دوسرا کوئی راستہ بھی نہیں ہے لہذا اس کو فوری طور پر تعمیر کریں، آمدورفت کے قابل بنائیں انشاء

اللہ و تعالیٰ۔۔۔ (تالیاں)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اکرام اللہ شاہد صاحب۔

جناب اکرام اللہ شاہد: شکریہ سر! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! پہ سالانہ ترقیاتی پروگرام باندھے، اے ڈی پی باندھے، د صوبہ سرحد پہ سالانہ ترقیاتی پروگرام باندھے زما رونرو ڈیر پہ تفصیل سرہ بحث اوکرو نو ہغوی د خپلو خپلو خد شاتو اظہار اوکرو نو ترخو پورے چہ د دے سالانہ ترقیاتی پروگرام تعلق دے نو دے تہ خو مونبر سالانہ ترقیاتی پروگرام د صوبہ سرحد پہ حوالہ نہ شو وئیلے البتہ د یو شو حلقو پہ حوالہ ورتہ اے ڈی پی وئیلے شو۔ بیا دا دہ جی، چہ دوارہ طرفہ حیران دی، ہغوی ہم گلے کوی او مونبرہ ہم گلے کوؤ۔

۷ ناطقہ سر بہ گریبان ہے اسے کیا کیئے خامہ گل بدنداں ہے اسے کیا کیئے

نو دوا پر یعنی ہغوی وائی چہ زمونہ سرہ ہم زیاتے دے ، بل وائی ماسرہ ہم نا انصافی
دہ۔ بیا ہغہ دومرہ بنکلے غت غت کتابونہ چھاپ شوے دی نو د ہغے چہ خومرہ
ضخامت دے ، پہ ہغے باندے بہ خومرہ خرچہ شوے وی؟ نو د ہغے متعلق ماتہ د غالب
ہغہ شعر یا دیری۔

۷ اے مصورتیرے ہاتھوں کی بلائیں لے لوں خوب تصویر بنائی میرے بہلانے کو
(نعرہ ہائے تحسین/تالیاں)

آوازیں: مکرر، ارشاد۔

جناب اکرام اللہ شاہد: سردار ادیس صاحب نے شعر نہیں سنا ہے، غالب کا ہے۔

۷ اے مصورتیرے ہاتھوں کی بلائیں لے لوں خوب تصویر بنائی میرے بہلانے کو

نو د بہلاویدو پہ سطح باندے خودا دیرہ صحیح اے دی پی وہ خودا دہ جی، چہ مونہ
حیران دا یو چہ یرہ اوسہ پورے ہریو خبرہ او کرہ، ما ہغہ بلہ ورغ ہم پہ دے باندے
اظہار خیال کرے وو بحیثیت دیو منتخب نمائندہ د PF-23 مردان، چہ کم از کم زہ دا
نہ شم بنودلے چہ زما پہ PF-23 مردان I کبن اوسہ پورے یو سکیم، یو، د ایک لاکھ
روپو، د دو لاکھ روپو سکیم چرتہ ہلتہ شتہ؟ نو دا نا انصافی چہ آخر اوشوہ جی کنہ، نو
دلته وائی چہ ہغہ تیرے چپے ہیرے کرہ، راتلونکے چپے شمارہ۔ مونہ خو وایو چہ خہ
اوشو ہغہ بنہ اوشو۔ ماجد خان لا لا ہم وائی نو دا وایو جی، چہ یرہ د راتلونکی پس چہ
باید کوئی اوس او بیا بہ خہ کیبری۔ سراج صاحب خو زمونہ رور دے، مہربان دے او
چہ دوئی پاخی نو دیر بنکلے تقریر او کرے نو مونہ تہ د غالب ہغہ شعر را یاد شی۔

۷ یہ مسائل تصوف یہ تیرا بیان غالب تجھے ہم ولی سمجھتے جونہ بادخوار ہوتا

نو ہغہ دیرے بنکلی تفصیل سرہ خبرے اوشی خودا دہ چہ دوئی پہ دے فلور باندے دلته
دا Assurance ور کرے وو چہ یرہ کوم طرف تہ محرومی دی یا Discrimination شوے
دے نو د ہغے بہ مونہ ازالہ کوؤ نواتہ میاشتے خو تیرے شوے کم از کم زمونہ د ہغے

خو ازاله اونه شوه او که د نورو شوے وی نو د هغه به هغوی پخپله او وائی نو دا به مونږ ځکه وایو جی چه،

چه نورو پت کړل د زړه باغ لاله څرگند کړه

گنی کوم ددے باغ نه دے دل کباب گل

نو هر یو څیز هم دغه دے چه کوم دے۔ اوس مونږ دا وایو جی چه یره دوئ د دا، لکه څنگه چه بلور صاحب او وئیل چه دا د سوالونو جوابونه د دوئ په خپل Speech کښ بیا او کړی او هغه دا دی چه مونږ وایو چه اوسه پورے مجموعی طور باندے په تمامو سیکٹرو کښ هر یوے ضلعے ته څومره فنډ ریلیز شوے دے؟ یو، او بیا په هغه تناسب سره هر یوے حلقے ته څومره فنډ ریلیز شوے دے؟ خو چه مونږه ته پته اولگی چه زما حلقه کښ څومره راغله دے او د نورو حلقو کښ څومره راغله دے؟ زمونږ د بل په ترقی باندے اعتراض نشته۔ مونږه ټول یو دغه یو۔ سکندر شیرپاؤ صاحب په خپل تقریر کښ او وئیل چه یره فلانکے ضلع په فلانکی نمبر باندے ده نو مونږ وایو چه د نمبر په لحاظ سره مردان پشاور پسه په دویم نمبر باندے دے خو ما وئیل زه شیرپاؤ صاحب ته وایم چه گورو۔

جان نارو کی فهرست ذرائع دیکه ټولوں تم نے لکھا ہے میرا نام کس ترتیب سے

(نعره ہائے تحسین)

نو مونږ گورو چه زمونږ په کوم ترتیب باندے مردان راغله دے نو هغه دوئ راته او وئیل چه زما خیال دے څه لسم دولسم روستونه نمبر باندے دے، نوزه دا عرض کوم جی، مونږ خو وایو چه خیر دے چه څه اوشو هغه اوشو، دا د دوئ د سر پتکے شو، په هغه باندے به، نور په مړ سپی زړه نه بد وو خو دا راتلونکی چه کومه اے ډی پی را روانه ده، د 2004-05 نو هغه به هم داسے وی؟ زما غالب گمان دے چه داسے به ځکه وی چه کوم سکیمونه په دے کښ اوس روان دی، هغه به Ongoing ته راځی نو اول به هغه په Priority باندے راشی۔ نو چه Ongoing ته هغه راشی نو د نورو د پارہ څه پاتے کیږی؟ نو مونږ به بیا هغه خبره چه په دے قبر باندے غوری شکرے نشته خو کوشش پکار وو چه ددے نا انصافو ازاله اوشی او په راتلونکی باندے، مخکښ مونږ ته یاد

دی چه اے ڊی پی به ڇنڪه جوڙیدله جی او ڊسٽرڪٽ DDAC کمیٽی به وے، ایم پی اے به د هغه چیئرمین وو، هغه په خپله ضلع کښن چه Allocation به ورته Approximately اوبنودله شو، د هغه مطابق به اے ڊی پی تیاره شوه۔ هغه به صوبے ته راغله، هغه اے ڊی پی به دغه شوه۔ مونږه نه پوهیږو چه دا تیره شوے اے ڊی پی چا جوږه کړے ده، څنڪه ئے جوږه کړے ده؟ نو که اوس هم د دے دغه حال وی نوبیا به څه کوؤ جی؟ نوزه۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب سپیکر: مختصر، مختصر ئے کړه۔

جناب اکرام اللہ شاہد: بهر حال ډیر وخت ستاسو نه اخلم ځکه جی، چه ستاسو ډیره شکریه ادا کومه چه زمونږه دا خبرے تاسو واوریدے۔

جناب سپیکر: مهربانی جی۔

جناب اکرام اللہ شاہد: ډیره ډیره مهربانی۔

جناب سپیکر: وجیبه الزمان صاحب، وجیبه الزمان۔

جناب سراج الحق (سینئر وزیر): مسٽر سپیکر صاحب! یو منت جی، یو منت۔ د مرزا غالب شعرونه هغوی پیش کړل جی، خود هغوی په زمانه کښن چه کوم داغ وو، هغه د دے جواب ورکړے وو چه:

ء اک ذرا سی بات په برسوں کے یارانے گئے یہ تو خیر اچھا ہوا کچھ لوگ پہچانے گئے

(شور/تالیاں)

جناب اکرام اللہ شاہد: زه به دا او وایم جی۔

ء آپ خود اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں گر ہم آغاز کریں گے تو شکایت ہوگی۔

(تالیاں)

مولانا مفتی حسین احمد: سپیکر صاحب، سپیکر صاحب، جناب سپیکر صاحب، زه۔۔۔۔

جناب سپیکر: جناب وجیہہ الزمان صاحب، شعر سے شروع کریں گے۔

مولانا مفتی حسین احمد: جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: شعر و شاعری، شعر سے شروع کریں گے۔

مولانا مفتی حسین احمد: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: شعر سے شروع کریں گے۔

جناب محمد ادریس (وزیر بلدیات): جناب سپیکر! ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ:

اب دل میں حوصلہ نہ سکتا بازوؤں میں ہے کیا مقابلے پہ میرے یار آگئے

(تالیاں)

جناب مشتاق احمد غنی: جناب سپیکر! یہ اجلاس ہو رہا ہے یا مشاعرہ ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وجیہہ الزمان صاحب۔

جناب وجیہہ الزمان خان: شکریہ، جناب سپیکر۔ (شور/تالیاں)

جناب سپیکر: جی، وجیہہ الزمان صاحب۔

مولانا مفتی حسین احمد: یو منٹ مالہ راکھو، زہ۔۔۔

آوازیں: مفتی صاحب، مفتی صاحب۔

جناب سپیکر: جی۔

مولانا مفتی حسین احمد: زہ یو دوہ دغہ وایم سپیکر صاحب۔ بس، دوہ دغہ وایم۔

جناب سپیکر: د دے نہ روستو، د دے نہ روستو۔

مولانا مفتی حسین احمد: د دے بیا۔۔۔

جناب سپیکر: بیا زما پہ خیال د مشاعرے دغہ بہ کپرد و او داداے پی شے بہ ملتوی

کرو۔ (تہنہ)

جناب مختیار علی: خبرہ خود دادہ جی، چہ د ہغہ تیرے اے دی پی نہ خود دادہ چہ دا مشاعرہ
پہ دے ہال کبں اوشی نو دا بہ یرہ زیاتہ بنہ وی۔ (تقیقے)

مولانا مفتی حسین احمد: زہ سپیکر صاحب! زمونہہ یرہ پیتی سپیکر صاحب دے، میں ان کو یہ کہو نگا
کہ:

فسوس صد افسوس کہ شاہین نہ بنا تو دیکھی نہ تیری آنکھ نے قدرت کے نشانات
تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات
(تالیاں)

جناب مشتاق احمد غنی: جناب سپیکر صاحب! جب منسٹر زہاؤس میں نہیں آئے ہوئے تھے، جب منسٹر زہاؤس میں
نہیں آئے ہوئے تھے تو میں نے ایک بات کی تھی، اب اس کا ثبوت آپ کو مل گیا ہے۔
جناب سپیکر: جی، وجیہہ الزمان صاحب۔

جناب وجیہہ الزمان خان: شکریہ، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ یہ تو اچھا ہوا کہ
آپس میں ایک دوسرے کو پہچانا شروع کر دیا۔ (تقیقے) بہر حال سر، اے ڈی پی کے حوالے سے موضوع زیر
بحث ہے۔ میں اس کے حوالے سے کچھ بات کرنا چاہوں گا کہ ماضی میں بھی حکومتیں چلتی رہی ہیں اور ہم بھی اس سے
پہلے کی حکومت کا ایک حصہ رہے ہیں اور اس وقت بھی اے ڈی پی بنتی تھیں اور جب بھی کوئی اعلانات ہوتے تھے،
جہاں بھی کوئی ایسی گرانٹ دی جاتی تھی، کوئی ایسا پروگرام ہوتا تھا تو اس سے پہلے ہمیں یاد ہے کہ میں خود بھی کابینہ کا
حصہ تھا، تو چیف منسٹر صاحب پی اینڈ ڈی کے لوگوں کو، فنانس منسٹر کو اور ایڈیشنل چیف سیکرٹری صاحب کو اور چیف
سیکرٹری صاحب کو مدعو کیا کرتے تھے اور ان سے پوچھا کرتے تھے کہ میں فلاں جگہ جا رہا ہوں، میں نے وہاں پر یہ
اعلانات کرنے ہیں، آیا وہاں پر ہماری چادر کتنی ہے؟ ہم کس حیثیت سے اعلان کر سکتے ہیں؟ اور وہاں جا کر اس حیثیت
سے اعلانات کئے جاتے تھے۔ بے شمار آگے ڈیمانڈز ہوتے تھے، ان میں ایک یاد اپنی چادر کے مطابق وہاں اعلانات
کئے جاتے تھے۔ آجکل جو ہم دیکھ رہے ہیں جناب سپیکر، کہ چیف منسٹر صاحب جاتے ہیں مختلف حلقوں میں اور وہاں
جا کر جتنا بھی سپانسم ہوتا ہے، سارے کا سارا منظور۔ اس پہ Directives ہوتے ہیں۔ پانچ کروڑ کی سکیم ہے تو

ایک لاکھ روپیہ Reflect کیا جاتا ہے یا دو لاکھ روپیہ Reflect کیا جاتا ہے۔ وہ چلتا ہے جب اس پر کوئی ٹھیکیدار نہیں آتا۔ پانچ کروڑ کی سکیم پہ جب دو لاکھ روپیہ کوئی حامی نہیں بھرتا تو نتیجتاً وہ Lapse ہو جاتا ہے۔ Lapse ہو کر پھر بنوں میں چلا جاتا ہے یا ڈی آئی خان میں چلا جاتا ہے یا دیر میں چلا جاتا ہے۔ یہ میں جانتا ہوں کہ ہمارے سینئر منسٹر صاحب کے پاس نہیں جاتا، بہر حال میری گزارش یہ ہے کہ یہ نا انصافی ختم ہونی چاہیے۔ ووٹ قرآن کے حوالے سے لئے گئے ہیں، اسلام کے نام سے لئے گئے ہیں۔ *+++++ لیکن آپ کم از کم۔۔۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں حذف کرتا ہوں۔ یہ میں حذف کرتا ہوں۔

جناب وجیہہ الزمان خان: ایسے ایسے الزامات ہیں جناب سپیکر۔۔۔

جناب سپیکر: جذبات میں، پلیز جذبات میں نہ آئیں۔

جناب وجیہہ الزمان خان: نہیں، میں بات کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں حذف کرتا ہوں ان الفاظ کو، آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب وجیہہ الزمان خان: ٹھیک ہے سر، Thank you Sir۔

جناب سپیکر: یہ آپ کے شایان شان نہیں ہے، آپ پکے مسلمان ہیں۔

جناب وجیہہ الزمان خان: میں Appreciate کرتا ہوں آپ کی بات، بہر حال سر! گزارش یہ ہے کہ ایک حکومت جو کہ اسلام کے نام پہ بنی ہے اور جس سے لوگوں نے توقعات رکھی ہیں کہ جی اب معاشرہ ٹھیک ہو گا۔ یہ نہیں کہ عام لوگوں نے، ہم نے بھی محسوس کیا کہ اس دفعہ ایک ایسی حکومت آرہی ہے کہ ہمیں انصاف دیکھنے کو ملے گا، ہمیں ایک اچھا دیندار معاشرہ دیکھنے کو ملے گا لیکن جب اس حکومت سے ایک ایسی نا انصافی، ہم یہ نہیں کہتے کہ جی، آپ دیر میں یا بنوں میں فنڈز نہ لگائیں، ہمارے بھائی ہیں، وہ ہمارے صوبے کے حصے ہیں، ٹھیک ہے آپ وہاں

جناب سپیکر: تھینک یو۔

جناب وجیہہ الزمان خان: میں آپ کا بہت مشکور ہوں جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: غزالہ حبیب صاحبہ۔ (تالیاں)

الحاجیہ غزالہ حبیب: سر! شکریہ جناب سپیکر کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ جب 04-2003 کا بجٹ پیش ہوا تھا تو اس وقت بھی ہمارے ممبران نے اس پر شدید احتجاج کیا تھا اور آج بھی ہمارے اعتراضات وہی ہیں کیونکہ یہ بجٹ حکومت کے صاف اور عوام کے بلا تفریق خدمت کے دعوؤں کے یکسر منافی تھا، برعکس تھا اور آج اسی کے بدولت کہیں تو آپ کو کروڑوں کے ٹینڈرز نظر آتے ہیں اور کئی علاقے بالکل نظر انداز کئے گئے ہیں۔ یہاں میں ڈسٹرکٹ مانسہرہ کی بات کرونگی جو چھ حلقوں پر مشتمل ہے اور وہاں کچھ حلقوں میں تو سکیمیں دی گئی ہیں لیکن جب ایک حلقے میں سکیم دی جاتی ہے تو دوسرے حلقے کے لوگوں میں احساس محرومی پیدا ہوتی ہے اور ان میں یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ ان کا نمائندہ ان کیلئے کچھ نہیں کر رہا۔ میں اپنے حلقے پی ایف-57 جو کہ ایک Declared backward area ہے، کی بات کرونگی جس کو یکسر نظر انداز کیا گیا ہے اور میری کسی بھی Proposed scheme کو Touch تک نہیں کیا گیا بلکہ کئی Ongoing schemes جن پر حکومت کے لاکھوں روپے خرچ ہو چکے ہیں، کیلئے بھی کوئی رقم نہیں رکھی گئی ہے۔ ان میں ایک انتہائی Important بین الاضلاعی روڈ تھا جس کیلئے کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا اور دس Water supply schemes تھیں جن کیلئے رقم نہ رکھ کر عوام کو ان کے جائز حق سے بھی محروم رکھا گیا ہے۔ جناب سپیکر! ہمارا صوبہ ایک غریب اور پسماندہ صوبہ ہے اور یہاں کی زیادہ تر آبادی زندگی کی بنیادی سہولتوں سے بھی محروم ہے۔ یہاں غربت اور بے روزگاری اپنے عروج پر ہے۔ ہمارے صوبے کے زیادہ تر لوگوں کا انحصار زراعت پر ہے، مال مویشی رکھنے پر ہے لیکن دیکھا جائے تو اے ڈی پی میں زراعت کیلئے بہت کم رقم مختص کی گئی ہے اور جو رقم رکھی بھی گئی ہے اس میں سے انتہائی کم خرچ کی گئی ہے۔ آج ہمارے اس صوبے کے عوام پورے ملک میں سب سے زیادہ زرعی ٹیکس ادا کر رہے ہیں۔ جیسا کہ عبدالاکبر خان صاحب نے کہا کہ یہ ٹیکس صوبے کے عوام کا حق ہے اور ان پر خرچ کہا جائے لیکن اس میں زراعت کے شعبے میں کوئی بھی ترقی نظر نہیں آتی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم بجائے بڑے ڈیمز کے چھوٹے ڈیمز بنائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ فائدہ اٹھا سکیں۔ اس سلسلے

میں میں نے اپنے حلقے کیلئے دو Proposals دی تھیں ڈیمز کی، جن میں سے ایک پر 0.5 ملین روپے اس کی Feasibility کیلئے رکھے گئے تھے 1995-96 میں لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی Consider نہیں کیا گیا جو کہ انتہائی افسوس کی بات ہے کیونکہ حکمران کسی خاص حلقے کیلئے نہیں بلکہ پورے صوبے کے حکمران ہیں۔ بار بار ہم نے سنا، ہمارے سینئر منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ اگر فرات کے کنارے مرنے والے کتے کیلئے بھی حضرت عمر فاروقی سے جلیل القدر خلیفہ آتے ہیں تو کیا اتنے بڑے حلقے کے عوام کیلئے ان سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کی جائیگی۔

(تالیاں) آج سر، جب بھی این ایف سی ایوارڈ کی بات کی جاتی ہے تو اپنے صوبے کی غربت کا رونا ریا جاتا ہے لیکن ہم نے اس پورے ڈیڑھ سال میں صوبے کی غربت کے خاتمے کیلئے کوئی Concrete قدم نہیں دیکھا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ بے روزگاری کے خاتمے کیلئے، غربت کے خاتمے کیلئے کوئی Concrete قدم اٹھایا جائے۔ آج پورے ملک میں 37,000 میگا واٹ بجلی پیدا ہوتی ہے لیکن اگر ہم اپنے صوبے کی ایک دانشمندانہ پلاننگ کریں تو اپنے دریاؤں اور نالوں پر 40000 میگا واٹ سے زیادہ بجلی پیدا کر سکتے ہیں جس پر خرچہ 50 پیسے فی یونٹ آئے گا۔ اگر آج صنعتکار تمام ٹیکس ملا کر پانچ روپے فی یونٹ ادا کرتے ہیں لیکن اگر انہیں کم قیمت پر بجلی دی جائے تو صوبہ عربوں روپے کما سکتا ہے، جس سے نہ صرف صنعتکاروں کا رخ اس صوبے کی طرف ہو جائیگا بلکہ صوبے کے عوام کو بہت فائدہ حاصل ہوگا۔ بے روزگاری کا خاتمہ ہوگا اور پھر Indirectly بجلی کے بل میں ریلیف ہوگی جس کا Direct اور Indirect فائدہ بھی عوام کو پہنچے گا۔ مسٹر سپیکر سر! مجھے امید ہے کہ میری معروضات کو اہمیت دی جائیگی اور Next time انشاء اللہ ہمارے ساتھ زیادتی نہیں کی جائیگی۔ تھینک یو۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ رفعت اکبر سواتی صاحبہ، پانچ منٹ ہیں، بس۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: سر! نماز میں خراب نہیں کرونگی۔ اب پانچ منٹ میں، میں پھر اپنا شعر بھی نہیں پڑھ سکونگی۔ کیا کروں کہ میرا تو شعر بھی فیض احمد فیض کا ہے اور بڑا لمبا ہے۔ اگر ٹائم ہو تو پڑھ لونگی، اگر نہیں ہو تو نہیں پڑھوگی۔ Thank you, Mr. Speaker sir نے مجھے موقع دیا۔ پہلے تو میں یہ کہونگی کہ واللہ اعلم ہم Electoral College کے Through جو آئی ہوئی خواتین ہیں، ہم اس اے ڈی پی کا حصہ ہیں بھی کہ نہیں؟

ایک آواز: نہیں ہیں۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: نہیں ہیں؟ جو کہ بڑی ایک افسوسناک بات ہے کیونکہ الیکشن وہاں بھی ہے اور الیکشن یہاں بھی ہے۔ ہمیں اس کا ایک اہم جز ہونا چاہیے تھا اور جس طرح سے ہم باقی فنڈز کا استعمال کر رہے ہیں، ان کو Developmental schemes میں لگا رہے ہیں تو ہم ان فنڈز کو بھی چاہتے تھے کہ ہمارے سیکٹر میں یہ آتے اور ان کو ہم استعمال کرتے تاکہ یہ محسوس نہ کیا جائے کہ ہمیں صرف گلیاں، سڑکیں یا خالی پانی کا کام کرنا چاہیے بلکہ ہم نے Women development کیلئے کام کرنا ہے تو اس کیلئے جب بھی ہم دیکھتے ہیں، ذرا نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں کہیں بھی Women development کی کسی بھی سکیم کیلئے کوئی ایسی رقم نظر نہیں آتی جو ہمارے صوبے نے رکھی ہو اور اس کو ہم Openly استعمال کر سکیں۔ میں سر، یہاں پر Detail میں بالکل نہیں جاؤ گی اس لئے کہ سکندر شیر پاؤ صاحب، عبدالاکبر خان صاحب اور بشیر احمد بلور صاحب نے وائٹ پیپر کو Prove کر لیا ہے کہ وہ ایک Eye wash ہے اور اس میں جو کچھ بھی لکھا گیا تھا، وہ صرف لیلیٰ مجنون کی کہانی تھی، اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں تھا کیونکہ جس طریقے سے انہوں نے Facts & figures page by page indicate کئے ہیں، ان سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ آیا صرف دل کو خوش کرنا یعنی یہاں جیسے کہتے ہیں دل پشوری کرنے کیلئے یہ سکیمیں Announce ہوئی تھیں لیکن ان پہ عمل درآمد بہت مشکل سے ہو رہا ہے۔ تو جناب عالی، میں تو کہہ نہیں سکتی کہ ہمارے ایم ایم اے کی حکومت نے جو اپنی مرضی سے یہ سارا سلسلہ بنایا، جس میں انہوں نے بالکل بھی شامل نہیں کیا ہے، سچ ہے کہ جھوٹ ہے، یہ تو وقت ہی تعین کریگا اور لوگ ہی فیصلہ کریں گے کہ ان لوگوں نے جو اقدامات کئے ہیں، جو انہوں نے فیصلے کئے ہیں، جو Programmes project انہوں نے بنائے ہیں، آیا ان کو یہ پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں کہ نہیں؟ وقت ہی فیصلہ کریگا کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی کہتے ہیں "والعصر" میں اگر آپ نے پڑھا ہو، وقت ہی کی قسم ہے اس میں بھی تو یہ وقت نے کچھ فیصلہ دے دیا اور باقی کچھ مل جائیگا۔ جناب والا! میں آپ کی۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: جناب والا! میں آپ کی توجہ کچھ ایسی چیزوں کی طرف دلوانا چاہتی ہوں، جیسے کہ اے ڈی پی کی بات ہے، اس میں Additional ADP کی بھی بات ہوتی ہے اور اس میں ایک Structural adjustment، وہ جو SAC کا پروگرام ہے اور Asian Development Bank نے دیا ہے، اس میں

جناب والا، 961 پوری کی پوری سکیمز جو ہیں، اللہ کی مہربانی سے Drop ہو گئی ہیں، اور کیونکر Drop ہو گئی ہیں؟ Mismanagement اور Ill-planning کی وجہ سے اور یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ آپ کی 961 سکیمز ٹوٹل کی ٹوٹل Drop ہو گئی ہیں۔ میں اس پر Further deliberate اس لئے نہیں کرونگی کیونکہ یہ Black & white میں موجود ہے اور آپ کے پاس اس کا رزلٹ ہے۔ پھر اس کے بعد میں دوسری بات کرنا چاہو گی۔ وہ جو سپیشل پروگرام سیکٹرز، جیسے ڈیرہ تھا، خشک سالی کیلئے، Access to justice تھا، مجھے تو سر، ابھی تک کوئی ایسا ریکارڈ نہیں ملا جتنا کہ میں نے پڑھا ہے تھوڑا سا، گو کہ بشیر احمد بلور صاحب نے کہا کہ یہ بڑے بڑے کتابچے آتے ہیں، ان کو کھول کر کسی نے نہیں دیکھا لیکن ہم نے تھوڑا تھوڑا اس کو ضرور کھولا ہے۔ پورا ہم نہیں کھول سکے، واقعی یہ پیسے کا ضیاع ہے اور اس پہ پھر بھی توجہ دینی چاہیے۔ ہمیں ایک Questioner دیا جائے اور ہم سے پوچھا جائے مختلف چیزوں کے بارے میں تو پھر اس کے جوابات ہم ہاؤس میں دیں تو ہم Justify ہوتے ہیں کہ اتنا Print material آیا اور اس کو ہم نے استعمال کیا ہے تو جناب عالی! اس سپیشل پروگرام میں کتنی Allocation ہیں، کہاں کہاں ہوئی ہیں اور کیسے کیسے ہو رہی ہیں؟ اس کے بارے میں بھی میں منسٹر صاحب سے اس لئے پوچھنا چاہتی ہوں کیونکہ اس کا مجھے کہیں بھی کوئی ریکارڈ نہیں مل رہا ہے۔ اس کے بعد میں بات کرونگی جناب عالی، ان سکیمز کی جو سی ایم کی Directives پر ہوتی ہیں، تو سی ایم کی Directives کی جتنی بھی سکیمز ہیں، میری گزارش یہ ہے کہ برائے مہربانی ہاؤس کو، آپ ان کی Allocation No ---- (قطع کلامی)

جناب خلیل عباس خان: جناب سپیکر! نماز کا ٹائم ہو رہا ہے۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: آپ، Excuse me please, let me to continue جب بھی خواتین بولتی ہیں، پتہ نہیں ہمارے بیٹے بھائی بھی بول رہے ہوتے ہیں، وہاں سے بھی ہوتے ہیں۔ ---- (قطع کلامی)

جناب خلیل عباس خان: میں نے تو صرف نماز کا کہا تھا۔

جناب سپیکر: پلیز، پلیز، یہ کوئی طریقہ ہے؟

محترمہ رفعت اکبر سواتی: بات سنیں۔ جب آپ لوگ بول رہے ہوتے ہیں تو کبھی آپ نے دیکھا ہے کہ کسی خاتون نے ---- (قطع کلامی)

جناب سپیکر: پلیز، آپ Continue کریں۔ Please continue رکھیں، آپ Continue کریں۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: پھر ہمارا وہ سلسلہ ہی ٹوٹ جاتا ہے نا۔ تو سر، منسٹر صاحب یہ پوچھنا چاہو گی کہ۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: اپوزیشن بینچرز والے آپ کو بولنے نہیں دیتے۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: باہر نکل کر میں ان کو ٹھیک کرونگی۔ اب ادھر میں ان کو کچھ نہیں کہتی، ان کو میں چاہنے

باہر لگاؤنگی ان سب کو۔ (مداخلت) چپ مرہ، I am talking to the speaker, I am

addressing the chair. تو سر، ان کی Amount کتنی ہے، اس کی Allocation اور یہ کب، کہاں، کس

وقت اور کیسے ریلز ہوگی؟ تو اس کے بارے میں ہر ممبر کو پتہ ہونا چاہیے۔ دیکھیں، آج جتنی ہم لوگوں نے

Restlessness اس پر Show کی ہے اور جتنا ہم نے بے اعتباری کا ایک ماحول Create تو اس لئے کیا ہے کہ

ہمارے پاس کوئی Proof نہیں آ رہا، تو کیوں نہیں یہ ایمانداری سے وہ تمام سکیمز، ان کی Amounts کہاں کہاں

ہوتی ہیں اس کی ایک List provide کرتے؟ تو نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ اب میں آتی ہوں سر،

Donors Plans Strategy ایک پروگرام آتا ہے جس میں Donors نے کہا ہے کہ آپ نے تین سال کے

اندر اس پروجیکٹ کو Complete کرنا ہے اور Maximum ایک سال کی Relaxation ہوتی ہے کہ آپ

چار سال تک کر سکتے ہیں اور میں آپ کو افسوس سے یہ کہو گی کہ 99% سکیمز ابھی تک شروع بھی نہیں ہوئی ہیں،

Work plan بھی ان کا نہیں ہے تو آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وہ Donor آپ کا اتنا انتظار میں بیٹھا ہوا ہے کہ ہم ایسے

بھی کوئی Royalties یہاں پر بیٹھے نہیں ہیں کہ جب ہمارا جی چاہے گا، ہم تالی بجائیں گے اور کہیں گے حاضر، تو وہ

حاضر ہو جائیں گے اور ہمارا پروگرام شروع ہو گا۔ سر! ہر چیز کی ایک Strategy ہوتی ہے، پروگرام کے تحت ہوتی

ہے، اس کی Planning ہوتی ہے، اس کے بعد جب آپ کے پاس اس کی Feasibility already موجود نہیں

ہے اور اس کے Work paper آپ دے نہیں سکتے تو For God sake ہماری Help seek کریں۔ اس

اسمبلی میں آپ کے پاس سول سوسائٹی آرگنائزیشن میں ہمارے جیسے کچھ بے وقوف لوگ کام کرتے رہے ہیں، ان

سے آپ تھوڑی سی رائے لے لیں، ہم آپ کو Assist کریں گے۔ نہ ہم آپ سے پیسے مانگتے ہیں نہ ہم آپ سے

سکیمیں مانگتے ہیں نہ کچھ اور۔ اس صوبے کی بہتری کیلئے ہم نہیں چاہتے کہ کوئی Donor funded project آئے اور وہ واپس ہو جائے۔ اس کے ساتھ میں ذرا جلدی سے یہ بات بھی کر دوں کہ بار بار اس کا ذکر ہوا ہے اور میں بھی اس کا ذکر کرونگی کیونکہ خواتین کے شعبے سے میرا خاص تعلق ہے، Women University کا Incurring expenditure جو تھا، وہ 300 million تھا، Allocation one million کی ہے تو مجھے ایسے لگتا ہے جیسے آئندہ آنے والی ہماری تیسری، چوتھی، پانچویں جو نشست آئے گی وہ اس کی Ground Breaking Ceremony دیکھے گی اور اس کے بعد Completion کب ہوگی؟ واللہ اعلم۔ تو سر! آپ دیکھیں اسمبلی کا Tenure پانچ سال کا ہے جس میں سے سو ایک ڈیڑھ تو جا چکا ہے تو باقی جتنا بھی بچا ہے سر، اس کا ہم کیا کریں گے؟ اور ابھی تک یہ بھی نہیں پتہ کہ کچھ ایسی سکیمز ہیں سر، جن کو، میں ایک کا نہیں کہتی۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب محمد ادریس (وزیر بلدیات): شارٹ کر دیں جی۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: جی، میں بالکل شارٹ کرونگی۔ آپ کی دفعہ میں نہیں بولتی ہوں، Mr. Speaker (قطع کلامی) -sir! This is not right.

وزیر بلدیات: سر! نماز کا وقفہ آپ کر دیں کیونکہ ٹائم ہونے والا ہے۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: نہیں جی، میرے دو ہی منٹ رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: کرتا ہوں، میں کرتا ہوں۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: ڈیڑھ بجے نماز کا ٹائم ہے۔ ہم بہت جلدی پہنچ جائیں گے وہاں پر، انشاء اللہ میں آپ کو پہنچا دوں گی۔

جناب سپیکر: نماز ڈیڑھ بجے ہے، ابھی وقت ہے۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: سر! کچھ ایسی Lists ہیں سکیمز کی جو ابھی تک Approve نہیں ہوئیں اور وہ Hundreds میں ہیں اور میں پھر کہو گی کہ ان کا Working paper بھی ابھی تک Ready نہیں ہے اور

961 سکیمز کی طرح وہ بھی ڈراپ ہو جائیں گی اور اس بارے میں فیڈرل گورنمنٹ نے خاص طور پر پراونشل گورنمنٹ کو کہا ہے، Explanation بھی Sought کی ہے کہ آپ نے یہ تمام سکیمز جو پڑی ہوئی ہیں، ان پر Implementation کیوں شروع نہیں کی؟ Our blame is usually on the federation کہ جناب، Federally administered کام میں ہمیں Help نہیں ملتی تو سر، آپ مجھے پھر یہ بتادیں کہ اگر آپ کی سکیمز اسی طرح پڑی رہیں اور اس کے بارے میں کچھ Working paper نہیں چلا تو ہم کیا کریں گے؟ اور جاتے جاتے میں تھوڑا سا اپنے ایم۔ ایم۔ اے کے بھائیوں اور بیٹوں کیلئے کہنا چاہتی ہوں کہ یہ ہم پر بہت دفعہ، وہ جیسے آپ نے وجیہ الزمان کو بھی کہا کہ میں ان کو Expunge کر رہا ہوں۔ I hope you will not expunge۔ جس طریقے I am not very good at Urdu, but this is specially for M.M.A, this سے وہ کام کر رہے ہیں اور جس ادا سے وہ کام کر رہے ہیں، جس انداز سے وہ کام کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ (قطع کلامی)

جناب سپیکر: پلیز، پلیز۔

محترمہ رفعت اکبر سواتی: وہ ہے سر، Sir! I am addressing you، وہ لوگ بہت خوش قسمت تھے جو عشق کو کام سمجھتے تھے یا کام سے عاشقی کرتے تھے۔ ہم جیتے جی مصروف رہے، کچھ عشق کیا کچھ کام کیا، عشق کام سے الچھتا رہا اور کام عشق کے آڑے آتا رہا۔ پھر آخر تنگ آکر ہم نے دونوں کو ادھورا چھوڑ دیا۔ سر! اگر یہی انجام ہونا ہے تو ابھی بتادیں۔ شکر یہ۔

Mr. Speaker: The sitting is adjourned till 10.AM of Wednesday morning, the 24th of March, 2004.

(اجلاس بروز بدھ مورخہ 24 مارچ 2004 کی صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

